بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ضربِ ختنین

برمنکرِ

افضلیتِ شیخین

تالیف

جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث

حضرت علامہ مفتی محمد فضل رسول سیالوی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

دارالعلوم غوثیہ رضویہ جامع مسجد نور اندرون جنرل بس سٹینڈ سرگودھا

0301-6769232

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرستِ مضامین

۱۔ حرفِ تقدیم ____ ۳

۲۔ باب اول افضلیتِ شیخین اور شیخ المنہاج ____ ۷

اہل سنت کا عقیدہ۔ اہل سنت کی علامات اور شناخت۔

فتنہ منہاج اور اسکی تردید۔ شیخ المنہاج کا شاہ ولی اللہ پر بہتان۔

اسماعیل دہلوی کی عبارت سے شیخ المنہاج کا استدلال۔

مجدد الف ثانی کی عبارت میں شیخ المنہاج کی خیانت۔

بظاہر القادری غالی رافضی ہے۔ ضرب حیدری کی وجہ تالیف۔

۳۔ باب دوم ماہنامہ سوئے ایران کی ہرزہ سرائی ____ ۲۴

حدیث مدینۃ العلم کی شرح۔ مفتی محمد خان قادری اپنے ہی

فتوے میں گرفتار۔ اعلیتِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر

خائن قادری کے دلائل اور انکا جواب۔ اعلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

پر علمائے اہل سنت کے دلائل۔ سوئے ایران کا عقیدہ

رافضیوں والا ہے۔ سوئے ایران کی بدتمیزی اور گستاخی

۴۔ باب سوم سوئے ایران میں خیانتوں کے انبار ____ ۵۷

۵۔ سوئے ایران اور ماہنامہ منہاج کی ایک خیانت کا جواب ۵۹

☆......☆......☆

حرفِ تقدیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡد

کافی عرصہ سے غیر محسوس طور پر بعض سنی نما رافضی حضرات تفضیلیت کے جراثیم اہل سنت وجماعت میں داخل کرنیکی باقاعدہ منظم کوشش کررہے تھے، لیکن کھل کر کوئی تفضیلی سامنے نہیں آتا تھا یہاں تک کہ شیخ المنہاج ڈاکٹر طاہر القادری نے ایک رسالہ مسمیٰ بہ ''السیف الجلی،، تحریر کیا اور اسکا ایک دوورقی مقدمہ تحریر کیا جس میں:

(۱)۔ نہایت خطرناک طریقے سے حضرت ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے افضل ہونے کا دعویٰ کیا۔

(۲)۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلافت باطنی روحانی کے اعتبار سے خلیفہ بلا فصل قرار دیا اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی ﷺ کو صرف سیاسی اعتبار سے ظاہری خلیفہ قرار دیا۔

(۳)۔ دبے لفظوں ائمہ اہل بیت کے معصوم ہونے کا عندیہ دیا۔ اور اس پر شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کی طرف منسوب ایک الحاقی عبارت بھی پیش کی۔ اس پر حضرت علامہ پیر سائیں غلام رسول قاسمی دامت برکاتہ نے اپنی دینی اور ملی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے دینی غیرت وحمیت کا بالفعل اظہار فرمایا اور اس فتنہ کی سرکوبی کو ایک کتاب مسمیٰ بہ ''ضربِ حیدری'' تصنیف فرمائی جس کا موضوع تھا تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ پیر صاحب موصوف نے کسی کو نامزد کیے بغیر عمومی طور پر تفضیلیوں رافضیوں پر حیدری ضرب لگائی۔ اور الحمد للہ دنیائے اہل سنت کی نمائندگی کا حق ادا کیا۔ اللہ اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے آپ کو جزائے جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

الحمد للہ ضربِ حیدری کو دنیائے اسلام کے عوام وخواص میں وہ پذیرائی ملی کہ جس کا اندازہ قاسمی صاحب کو بھی نہ ہوگا، لیکن ان کے خلوص کا نتیجہ تھا اور واضح طور پر اس کتاب کی بارگاہِ الٰہی میں قبولیت کی دلیل تھی کہ مقتدر علماء کرام نے ملک کے طول وعرض سے اس کتاب پر

تقریظات و تائیدات لکھ کر اسے مزید مزین فرمایا۔ گویا یہ ان تمام بزرگوں کی طرف سے اہل تفضیل پر ایک زبردست وار تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو بھی اجر جزیل سے نوازے۔ آمین!

تو جب تفضیلیوں نے دیکھا کہ ملک کے طول و عرض میں اس کتاب نے ہمارے لیے ایک ''بھانبھڑ بال'' دیا ہے تو بمصداق ''کانڑیں کوں کانڑ کھڑک ویندا اے'' باوجود اس کے کہ حضرت قاسمی صاحب دامت برکاتہ نے ان کو نامزد نہ کیا تھا، منہاجی پھڑک اٹھے کہ اس کتاب نے تو عمارت منہاج کو زمین بوس کر دیا اور ہماری نیا تو بیچ منجدھار کے غرق ہوتی نظر آتی ہے۔

اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

اڑھائی تین سال بعد ایک پردہ نشین کہ عرف میں محقق العصر مفتی محمد خان قادری کہلواتے ہیں نے حقِ نمک خواری ادا کرتے ہوئے ایک مضمون رسالہ سوئے حجاز (جو فی الواقع سوئے ایران ہے) کے ایڈیٹر خلیل الرحمٰن قادری کے نام سے شائع کیا۔ اس سے پہلے ہم اس مضمون کے مندرجات و محاصل بیان کریں قارئین کے لیے مکرر طور پر ہم یہ واضح کرنا چاہیں گے کہ ہمارا انکا اختلاف تفضیلِ شیخین رضی اللہ عنہما میں ہے، تفضیلی اس کے منکر اور اہل سنت اسکے مقر ہیں۔ اور صاحب ضربِ حیدری نے ڈنکے کی چوٹ پر یہی عقیدہ واضح کرنے کی سعی مشکور فرمائی۔ باقی رہی محبتِ علی ﷺ تو الحمد اہل سنت و جماعت آپ پر جان و دل سے فدا ہیں۔ اور حضرت قاسمی صاحب کو قطعی طور پر حضرت مولیٰ علی ﷺ کی محبت میں کوئی اختلاف نہیں اور نہ ہی آپ نے آپ ﷺ کے کسی خاصے کا انکار کیا بلکہ آپ کے تمام کے تمام خواص کھلے دل سے بیان فرمائے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　　　چشمہ آفتاب راچہ گناہ

ترجمہ: اگر چمگادڑ کی آنکھ والے کو دن کی روشنی میں بھی کچھ نظر نہ آئے تو اس میں سورج کے نور کا کیا قصور۔

''ہمیں معلوم ہے کہ حضرت خائن یقیناً جانتے ہوں گے کہ فضیلتِ شیخین کا مسئلہ کسی سنی العقیدہ مسلمان کے لیے اصلاً محلِ اختلاف نہیں کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے کسی کی ذاتی یا انفرادی رائے نہیں سو ایک اجماعی عقیدے سے اختلاف کرنا یا اختلاف کو جائز سمجھنا بجائے خود ایک طرح کی فتنہ انگیزی یا کم از کم اصولِ دین سے مکمل ناواقفی کی بنا پر ہی ہو سکتا ہے لیکن اس کا کیا کیجیے کہ ''وفاداری بشرطِ استواری اصلِ ایماں ہے''۔ سو حضرت خائن نے محض شیخ المنہاج کے ساتھ شرط

استواری نبھاتے ہوئے ایک مذبوحی حرکت کی اور مسئلہ کو الجھانے کے لیے اصل موضوع سے انحراف کرتے ہوئے حضرت پر ایک شرمناک بہتان تراشا کہ قاسمی صاحب حضرت مولیٰ علی ﷺ کے خواص کے منکر ہو کر اگر ناصبی اور خارجی نہیں بھی ہوئے تو ہمیں بڑا خطرہ ہے کہ کہیں وہ ناصبی اور خارجی ہو نہ جائیں۔ حالانکہ اصل موضوع تو فضیلتِ شیخین تھا لیکن موصوف بڑی چالاکی سے یہ کہہ کر طرح دے گئے کہ تفضیلِ شیخین رضی اللہ عنہما کا مسئلہ ہم سردست موقوف رکھتے ہیں۔ تو گویا اسکے ضمن میں یہ دعویٰ پوشیدہ ہے کہ اگلی مرتبہ اسکا جواب دے دیں گے (لیکن انشاء اللہ اس کا جواب قیامت کے روز تک موقوف ہی رہے گا)۔ اگرچہ اخلاقی طور پر ہم پر کوئی لازم نہ تھا کہ ہم اس جاہلانہ تحریر کی صفر اشکنی کرتے اور اسکا جواب دیتے لیکن جواب اس لیے لکھنا پڑا کہ منہاجی تفضیلی رافضی لوگوں میں پراپیگنڈا کریں گے کہ دیکھیے ہم نے تو ضربِ حیدری کا جواب دے کر اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ عوام بے چاروں کو کیا معلوم کہ یہ ضربِ حیدری کا جواب ہے یا نہیں۔ سو یہ چند سطور اس لیے لکھی گئیں کہ انکے مونہوں کو لگام رہے اور یہ جھوٹا پراپیگنڈا نہ کرسکیں۔

یہاں ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ مسافر سوئے ایران نے لکھا ہے کہ قاسمی صاحب کے ناصبی خارجی ہو جانے کا خطرہ ہے۔ جواباً عرض ہے کہ ہر مومن مرتے دم تک خطرے سے دوچار رہتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ کرے خاتمہ ایمان پر ہو۔ انما العبرة بالخواتیم۔ لیکن شیخ المنہاج اور مفتی خان قادری کے رافضی ہو جانے میں نہ قاسمی صاحب کو کوئی شک ہے اور نہ ہمیں کوئی شک ہے۔ گویا آپ نے قاسمی صاحب کو پاس کر دیا مگر قاسمی صاحب نے آپ کو فیل کر دیا۔

بہ بیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

(دیکھو کہ دونوں باتوں میں فرق کہاں سے لے کر کہاں تک ہے)

اب ایک بنیادی گزارش کہ تمام علماء حقہ اہل سنت و جماعت پر فرض ہے کہ یہ مسئلہ حضرت قبلہ قاسمی صاحب دامت برکاتہ کا ذاتی نہیں ہے۔ جس طرح آپ نے اس کتاب کو اپنی تائیدات سے مزین و موکد فرمایا اور اس کو پذیرائی بخشی اسی طرح اپنے اجماعی عقائد کا تحفظ فرمائیں اور تفضیلیہ کو بے نقاب کریں تاکہ یہ باوجود رافضی تفضیلی ہونے کے یہ بڑ نہ ہانک سکیں کہ ہم سے بڑا اہل سنت کا سرٹیفکیٹ دینے والا کون ہے۔ اور یہ کہ آئندہ کسی رافضی اور رافضیوں کے ایجنٹوں کو یہ جرأت نہ ہو کہ وہ ہمارے عقیدہ پر زبان درازی کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ آمین!

ماہنامہ سوئے حجاز جو دراصل سوئے ایران ہے، اس میں صاحب ضرب حیدری کے خلاف نہایت سخت اور اخلاق سوز الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ مثلاً: امام الاولیاء ﷺ کے مسلمہ خصائص کا انکار کیا (ماہنامہ مارچ ۲۰۱۰ صفحہ ۳۹)، ناصبیت اور خارجیت سے مرعوب (صفحہ ۳۹)، متعصب شخص (صفحہ ۵۲)، ناصبی ذوق (صفحہ ۶۴)، مولائے کائنات کے ساتھ بغض کی انتہا (ماہنامہ اپریل ۲۰۱۰ صفحہ ۲۸)، خبث باطن (صفحہ ۴۴)، ابن تیمیہ سے فکری مماثلت (صفحہ ۴۷)، دیانت کا قتل عام (ماہنامہ مئی ۲۰۱۰ تیسری قسط صفحہ ۲۹)۔

تعدد ذنوبی عند قوم کثیرة

ولا ذنب لی الا العلیٰ والفضائل

اگر صاحب ضرب حیدری خود اس کا جواب لکھتے تو شاید ان گالیوں کا جواب شکریہ سے دیتے۔ لیکن اب جبکہ اپنے مسلمان بھائی کی صداقت اور قرآن وسنت کی براہین اور مسلمانوں کے اجماعی عقائد کے دفاع کی خاطر ہم نے قلم اٹھایا ہے تو ہم فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ کی اجازت سے فائدہ اٹھانے میں کوئی خرابی محسوس نہیں کرتے۔ لہٰذا اگر کہیں جوابی کارروائی کے طور پر کھرے کھرے الفاظ آ جائیں تو قارئین سے معذرت خواہ ہیں کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے اور خان قادری صاحب اسکے ذمہ دار خود ہیں۔ ہماری اس وضاحت کے باوجود اگر کوئی شخص ہم پر سختی کا الزام لگائے اور سوئے ایران کی بداخلاقیاں اور پھکو بازیاں فراموش کردے تو ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ جواب جاہلاں باشد خامشی۔

ضرب حیدری کے ایک جزوی موضوع کا جواب لکھنے میں روافض نے تین سال لگا دیے مگر ان کی تینوں قسطوں کا جواب ہم نے چند گھنٹوں میں لکھ دیا ہے۔ ہمیں صرف ان کے مضمون کی تکمیل کا انتظار تھا۔ تیسری قسط کے آخر میں "جاری ہے" کے الفاظ نہیں آئے لہٰذا ہم نے مزید انتظار ختم کر کے جواب لکھ دیا ہے۔

احقر العباد محمد فضل رسول سیالوی

باب اول

افضلیتِ شیخین اور شیخ المنہاج

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ

وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْد

اہل سنت کا عقیدہ

الحمدللہ مذہب حق اہل سنت و جماعت افراط وتفریط سے محفوظ ہے یہ راستہ رافضیت اور خارجیت دونوں کے درمیان ہے کیونکہ رافضیت میں خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام کی تعظیم نہیں بلکہ بغض وعداوت ہے اور خارجیت حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور اہل بیت اطہار کے بغض وعداوت سے عبارت ہے اور اہل سنت کا ایک ہاتھ خلفاءِ اربعہ رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دامن ارفع واعلیٰ سے وابستہ ہے تو دوسرا اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے دامنِ کرم سے ملا ہوا ہے۔ گویا تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تمام اہل بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کا دستِ شفقت اہل سنت کے سر پہ ہے۔ جوشخص ان دونوں گروھوں میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض وعداوت رکھتے ہوئے اس کی اہانت کا مرتکب ہوا وہ رافضیت اور خارجیت کے مہلک امراض میں مبتلا ہو گیا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

افضلیتِ شیخین رضی اللہ عنہما وہ عقیدہ ہے جس پر دنیائے اہل سنت سلفاً خلفاً متفق اور متحد تھی اور ہے یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لیکر تابعین تبع تابعین ائمہ مجتہدین اور بعد ازاں تمام علمائے اہل سنت ہر زمانے میں جس عقیدہ پر کاربند رہے اور جو عقیدہ انکی پہچان رہا اور ہے وہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد اگلی اور پچھلی امتوں میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں انکے بعد حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم ہیں انکے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اور انکے بعد حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔ تفضیلِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما متفق علیہ ہے اسکا کسی نے انکار نہیں کیا اور مطلقاً افضلیتِ شیخین پر دفتروں کے دفتر لکھ ڈالے، ہاں افضلیت

ختنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں اختلاف تھا کہ حضرت عثمانِ غنی ﷺ اور حضرت علی ﷺ میں سے کون افضل ہے تو اس پر بھی اکثر علماء اسی طرف ہیں کہ حضرت عثمانِ غنی ﷺ مولیٰ علی ﷺ سے افضل ہیں۔ دیکھیے شرح عقائد نسفیہ صفحہ نمبر ۱۰۷۔ افضل البشر بعد نبینا علیه الصلوة و السلام ابو بکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم علی المرتضیٰ فرمایا کہ نبی کریم ﷺ (حتیٰ کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے بعد سب سے افضل ابو بکر صدیق ہیں انکے بعد حضرت عمر فاروق انکے بعد حضرت عثمان ذی النورین پھر حضرت مولیٰ علی ﷺ ہیں۔الی ان قال وخلافتهم علی هذا الترتیب ایضاً۔اور انکی خلافت بھی اسی ترتیب پر واقع ہوئی۔

افضلیت شیخین کے دلائل یہ ہیں کہ قرآن نے صدیق اکبر کو اتقیٰ فرمایا ہے یعنی سب سے زیادہ تقوے والا (الیل: ۱۷)۔اعظم درجة قرار دیا ہے یعنی سب سے بڑے درجے والا (الحدید: ۱۰)۔ سرکارِ معظم ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر سے افضل شخص سورج نے نہیں دیکھا سوائے نبیوں اور رسولوں کے (فضائل الصحابہ حدیث نمبر ۱۳۸)۔خود انہیں امامت کے مصلے پر کھڑا فرمایا (بخاری حدیث نمبر ۶۷۸)۔اور فرمایا کسی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ ابو بکر کے ہوتے ہوئے کوئی اور جماعت کرائے (ترمذی حدیث نمبر ۳۶۷۳)۔فرمایا اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا (بخاری حدیث نمبر ۴۶۷)۔ سیدنا عمر فاروق بن خطاب ﷺ نے فرمایا ابو بکر خیرنا یعنی ابو بکر ہم سب سے افضل ہے (بخاری حدیث نمبر ۳۶۶۸)۔ مردوں میں ابو بکر سرکارِ اعظم ﷺ کو سب سے زیادہ پیارے تھے (بخاری حدیث نمبر ۳۶۶۲)۔ ابو بکر اور عمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے (ترمذی حدیث نمبر ۳۶۶۶)۔ حضرت سیدنا علی شیر خدا ﷺ نے فرمایا ابو بکر اور عمر اس امت میں نبی ﷺ کے بعد سب سے افضل ہیں (ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۰۶)۔ یہ حدیث متواتر ہے اور اسی (۸۰) راویوں سے مروی ہے۔اور آپ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے ابو بکر اور عمر سے افضل کہا میں اسے مفتری کی حد کے طور پر اسی (۸۰) کوڑے ماروں گا (فضائل صحابہ امام احمد بن حنبل حدیث نمبر ۴۹)۔ یہ حدیث صحیح ہے۔اس اعلان کے بعد کسی کو یہ سزا نہ دی گئی جو اس چیز کا ثبوت ہے کہ پھر کسی نے انکار نہیں کیا۔اب پر صحابہ کے زمانے سے لے کر آج تک اجماع چلا آرہا ہے۔

اہل سنت کی علامات اور شناخت

ائمہ اہل سنت نے فرمایا ہے کہ: اہل سنت وہ ہیں جو حضرت ابو بکر ﷛ اور حضرت فاروق اعظم ﷛ کو تمام امت پر افضل جانیں اور حضرت عثمانِ غنی اور مولا علی رضی اللہ عنہما سے محبت رکھیں۔ ملاحظہ ہو شرح عقائد نسفی جعلوا من علامات اهل السنة والجماعة تفضيل الشيخين و محبة الختنين۔ اسی لیے ائمہ نے شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت اور ختنین یعنی حضرت عثمان غنی اور مولا علی کی محبت کو اہلسنت و جماعت کی علامت قرار دیا ہے (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۶)۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۷۷ سئل انس بن مالک ﷛ عن علامات اهل السنة والجماعة فقال ان تحب الشيخين ولا تطعن الختنين و تمسح على الخفين یعنی حضرت انس بن مالک ﷛ سے سوال ہوا کہ اہل سنت و جماعت کی علامات کیا ہیں؟ تو جواباً فرمایا سنی ہونے کی علامت یہ ہے کہ تو حضرت ابو بکر صدیق اور امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے محبت رکھے اور امیر المومنین حضرت عثمان غنی اور امیر المومنین مولا علی رضی اللہ عنہما پر طعنہ زنی نہ کرے اور موزوں پر مسح کرے (یعنی اس کو جائز مانے)۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی اپنی پہچان اہل سنت و جماعت ہی کے پیارے اور ممتاز نام سے کراتے تھے۔ تو جو مذہبِ مہذب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر آج تک کے اہل حق کی پہچان ہے اور اسکی یہ علامات خود صحابہ کرام نے مقرر فرمائی ہیں، آخر اس کی کوئی وجہ اور سبب ہونا چاہیے تو وجہ اسکی یہ تھی کہ عبداللہ بن سباء یہودی کی سازش سے فتنہ رافضیت کی بنیاد پڑ چکی تھی اور پہلے رافضی چونکہ شیخین رضی اللہ عنہما کو افضل نہیں مانتے تھے اور خارجی حضرت عثمان غنی ﷛ سے محبت کی بجائے عداوت بغض رکھتے اور طعنہ زنی کرتے تھے اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو معاذ اللہ کافر مشرک کہہ کر طعنہ زنی کرتے تھے تو ہدایت کے ستاروں نے مسلمانوں کو انکے شر سے بچانے کی سعی فرمائی اور اہل سنت و جماعت کی علامات مقرر فرما دیں تا کہ مسلمان ان دونوں شاطروں بے دینوں کی شرارت پکڑ کر اسکی سرکوبی کریں۔ اللہ تعالیٰ ان پاک طینت ہستیوں کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ وہی کیفیت اب بھی ہے تو جو شخص مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کا انکار

کرتا ہے اگر افضلیتِ شیخین کا انکار اسکی بنیاد ہے تو رافضی ہے اور اگر سیدنا عثمانِ غنی، مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور اہل بیت سے بغض رکھتا ہے تو خارجی ہے اور اگر ان تمام بزرگوں سے محبت رکھتا ہے تو یہی سنیت ہے ورنہ بلا دلیل دعویٔ سنیت کسی طور بھی لائقِ اعتبار نہیں۔

اس پر علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: ہم نے اپنے تمام اسلاف کو اسی عقیدہ پر پایا ہے۔ اگر ان کے پاس اس پر دلائل نہ ہوتے تو کبھی یہ عقیدہ نہ اپناتے۔شرح عقائد صفحہ ۱۰۸ **علی ھذا وجدنا السلف والظاھر انہ لو لم یکن لھم دلیل لما حکموا بذالک۔**

فتنۂ منہاج اور اس کی تردید

یہ بات ہر اعتبار سے پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ یہ اہلِ سنت کا متفقہ عقیدہ بلکہ اہل سنت کی پہچان ہے کہ خلیفہ بلا فصل ظاہراً و باطناً یعنی حکومت اور ولایت کے اعتبار سے صرف اور صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔لیکن شیخ المنہاج ڈاکٹر طاہر القادری نے سنہ 2002ء میں شیعوں تبرائیوں اور رافضیوں کو خوش کرنے کے لیے خواہ خلفاءِ ثلاثہ علیہم الرضوان کا دامن ہاتھ سے چلا ہی کیوں نہ جائے، ایک رسالہ مسمیٰ السیف الجلی علی منکر ولایت علی شائع کیا جس میں اس نے مذہب حق اہل سنت و جماعت کی پشت میں زہر آلود چھرا گھونپا کہ شیخین پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت ثابت کرنے کی ناکام سازش کی۔

شیخ المنہاج والمنہاجیین نے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل ثابت کرنے کے لیے خلافت کی تقسیم کی اور اسکی تین اقسام گھڑیں۔ چنانچہ سیف جلی کے مقدمہ میں یوں رقم طراز ہے۔

(۱)۔ خلافت باطنی کی روحانی وراثت

(۲)۔ خلافت ظاہری کی سیاسی وراثت

گویا سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت روحانیت سے خالی تھی۔ **العیاذ باللہ!**

(۳)۔ خلافت دینی کی عمومی وراثت۔

شیخ المنہاج کا شاہ ولی اللہ پر بہتان

شیخ المنہاج نے خلافت کو بغیر کسی شرعی دلیل کے محض اٹکل پچو سے اس طرح تین قسموں میں منقسم کر کے اس کا ملبہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ کے سر پہ ڈالنا چاہا اور ان کی طرف منسوب ایک عبارت اپنی تائید میں پیش کی۔

ہم کہتے ہیں کہ اول تو یہ عبارت رافضیوں کا الحاق ہے۔ اگر اس عبارت کو الحاقی نہ بھی کہا جائے تو شیخ المنہاج کے مزعومہ مقصد سے کوسوں دور ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد تو مولا علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلافصل ثابت کرنا ہے اور یہ عبارت آپ کی خلافت بلافصل پر نہ صراحتاً دلالت کرتی ہے اور نہ ہی اشارتاً اور فقیر نے اس عبارت کے الحاقی ہونے کی طرف اشارہ اس لیے کیا ہے کہ عبارۃ امام کے معصوم ہونے پر صراحتاً دلالت کرتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ کی طرف سے الحاق ہے۔ کیونکہ امت مرحومہ میں کسی بھی فرد بشر کا یہ عقیدہ نہیں کہ امام معصوم ہوتا ہے۔ حتی کہ شاہ صاحب کا بھی یہ عقیدہ نہیں۔ عصمت صرف اور صرف انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا خاصہ ہے۔ غیر نبی اگر ولی اللہ ہو تو محفوظ ہوتا ہے معصوم نہیں تو کیا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کا عقیدہ امت کے خلاف تھا ہم یہ قطعاً تسلیم نہیں کرتے کہ شاہ صاحب مرحوم کا عقیدہ رافضیانہ تھا۔ لیکن شیخ المنہاج چونکہ اسی مشن کے بندے ہیں اس لیے ہوسکتا ہے کہ شاہ صاحب کو بھی رافضی ثابت کرنا چاہتے ہوں۔ بہرحال یہ عبارت حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر قطعی طور پر دلالت نہیں کرتی، صرف مسلمانوں کو دھوکا دینے اور اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے یہ عبارۃ درج کی گئی ہے ورنہ اس کے مقصود واصلی سے اس عبارۃ کو دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔

طرفہ تماشا یہ کہ خلافت کی تقسیم سے جو نتیجہ اور ثمرہ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے:

لہذا سیاسی خلافت کے فردِ اول حضرت ابوبکر صدیق ہوئے۔ روحانی وراثت کے فردِ اول حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہوئے اور علمی و عملی وراثت کے اولین حاملین جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوئے۔ سو یہ سب وارثین وحاملین اپنے اپنے دائرہ میں بلافصل خلفاء ہوئے ایک کا دوسرے کے ساتھ کوئی تضاد یا تعارض نہیں ہے (السیف الجلی صفحہ ۸)۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سب خلافتیں آپس

میں متحد ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اس سے اگلی سطر پڑھیے، لکھتے ہیں: دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان مناصب کی حقیقت بھی ایک دوسرے سے کئی امور میں مختلف ہے۔

ہائے او جنتر یاں تیری شیخ الاسلامی کو سلام! حیرانی ہے کہ جو آدمی دو متواتر سطروں میں اپنے کلام کو تعارض وتباین کی گندگی سے نہیں بچا سکا وہ شیخ الاسلام کیسے بن گیا ہاں مگر بقلم خود بزعم خویش۔

ڈاکٹر صاحب کی دونوں باتیں دوبارہ پڑھیے۔

(۱)۔ فرمایا: ان خلافتوں کا ایک دوسرے کیساتھ کوئی تضاد یا تعارض نہیں ہے۔ تو گویا جمع ہوسکتی ہیں۔

(۲)۔ فرمایا: دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان مناصب کی حقیقت بھی ایک دوسرے سے کئی امور میں مختلف ہے۔ چونکہ ان میں اختلاف ہے اسی لیے جمع نہیں ہوسکتیں۔

''جنابِ شیخ کا نقشِ قدم یوں بھی ہے اور ووں بھی''

آپ نے اگر غور سے پڑھا ہے تو واضح ہو کر سامنے آتا ہے کہ پہلی عبارت سے مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتا ہے کہ ہم تو ان مناصب میں اتحاد واتفاق کے قائل ہیں۔ یہاں شیخ المنہاج نے ''اتحاد واتفاق'' کی بیخ اس لیے لگائی کہ چونکہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ اور امام مہدی ﷺ کے متعلق اس کا عقیدہ ہے کہ صرف ان حضرات رضی اللہ عنہما میں دونوں خلافتیں جمع ہیں جیسا کہ اس نے خود تصریح کی ہے۔ کہتا ہے کہ امام یعنی مہدی ﷺ فیضان محمدی ﷺ کے ظاہر وباطن دونوں وراثتوں کے امین ہیں (السیف الجلی صفحہ ۱۶)۔

تو گویا امام مہدی ﷺ کا مقام شیخین بلکہ خلفاءِ ثلاثہ بلکہ تمام صحابہ کرام پر بلند ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) کیونکہ خلفاءِ ثلاثہ ﷺ تو باطنی خلافت سے خالی رہے اور امام مہدی میں دونوں جمع ہوگئیں تو جو شخصیت دونوں خلافتوں کی جامع ہے شان بھی اس کی بلند ہونی چاہیے۔

اور مولا علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق یہ تصریح کہ وراثت وامامت بلافصل ان کا حق ہے اور ظاہر ہے کہ آپ نے خلافت باطنی روحانی کے ساتھ ساتھ خلافت ظاہری سیاسی بھی پائی ہے تو

خلافت ظاہری و باطنی ان دو ہستیوں میں جمع ہیں۔ اور دوسری عبارت کا مقصد ہے کہ چونکہ ان مناصب میں حقیقتاً کئی امور میں اختلاف ہے تو گویا یہ خلافتیں جمع نہیں ہوسکتیں اس لیے حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ اور حضرت ذوالنورین عثمان غنیؓ میں صرف ظاہری سیاسی خلافت متحقق ہے اور باطنی اور روحانی خلافت نہیں ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

پہلا سوال یہ ہے کہ ظاہری و باطنی خلافتوں کے درمیان تضاد و تعارض کا نہ ہونا اور انکی حقیقت میں اختلاف ہونا کیا یہ دو ضدیں نہیں ہیں؟ تو گویا شیخ المنہاج صاحب اجتماع ضدین کے قائل ہیں اور اجتماع ضدین محال ہے۔ تو گویا آپ محالات کے وقوع کے قائل ہیں۔

ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند

ترجمہ: یہ کارنامہ تم سے ہوا ہے، مرد اسی طرح کرتے ہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ پہلے کلیے سے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور امام مہدیؓ میں یہ دونوں خلافتیں جمع ہیں تو بعینہٖ اسی کلیہ سے اگر خلفاءِ ثلاثہ علیہم الرضوان میں بھی خلافتِ ظاہری سیاسی اور خلافتِ باطنی روحانی جمع ہو جائیں تو کیا قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ اب وجہ فرق شیخ المنہاج صاحب پر بیان کرنی لازم ہے۔

اور یہ عقیدہ کہ خلافت کی تین قسمیں ہیں اور اپنے اپنے دائرے میں لاکھوں صحابہ کرام خلفاء بلافصل ہیں، یہ عقیدہ صحابہ کرام سے لے کر سلفاً خلفاً پوری امتِ محمدیہ علیٰ نبیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام میں کسی کا نہیں ہے۔ کیونکہ خلیفہ بلافصل ہونا ابوبکر صدیقؓ کی خصوصیت ہے اور اسے آپ کے فضائل و مناقب میں شمار کیا جاتا ہے۔ اگر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان خلفاء بلافصل ہیں اور یہ صفت عام ہے تو پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کیا خصوصیت رہی؟ اور جب یہ آپ کی صفت مختصہ نہ رہی تو اسے آپ کے فضائل مناقب میں بیان کرنا بے فائدہ ہوا۔

حالانکہ یہ صرف اور صرف آپکے ساتھ خاص ہے اور صدیق اکبرؓ ظاہراً باطناً یعنی حکومت و روحانیت و امامت کے اعتبار سے علی الاطلاق خلیفہ بلافصل ہیں۔ یہ چونکہ رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ بلافصل ہیں اور آج تک رافضیوں میں کوئی ایسا نہ ہوا جس نے اس انداز میں خلافت کی تقسیم کی ہو اور اس تقسیم سے مولا علیؓ کی خلافت کی بنیاد فراہم کی ہو۔

لیکن انکی یہ مشکل شیخ المنہاج صاحب نے حل کردی۔ دوسرا یہ بھی رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ خلافت اور ہے اور ولایت وامامت اور ہے اور یہ کہ خلیفہ معصوم نہیں ہوتا صرف امام معصوم ہوتا ہے۔ ائمہ کے معصوم ہونے پر شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ کی ایک الحاقی عبارۃ سے شیخ المنہاج نے یہ بھی ثابت کردیا کہ شیعہ کا یہ عقیدہ بھی انکے نزدیک ٹھیک ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی اماموں کے معصوم ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

ذکر کس شکل کا کیا جائے   بے وقوفی کی ہیں کئی شکلیں

قیل لعلی ﷜ الا تستخلف ؟ قال لا ولکن اترککم کما ترککم رسول اللہ ﷺ فان یرد اللہ بکم خیرا یجمعکم علی خیرکم کما جمعکم علی خیرکم بعد رسول اللہ ﷺ فھذا اعتراف منہ في آخر وقت الدنیا بفضل الصدیق ﷜ وقد ثبت عنہ بالتواتر انہ خطب بالکوفة فی ایام خلافتہ و دار امارتہ۔

فقال ایھا الناس ان خیر ھذہ الامة بعد نبیھا ابو بکر ثم عمر و لو شئت ان اسمی الثالث لسمیت و عنہ انہ قال وھو نازل من المنبرثم عثمان ثم عثمان ۔ وقتِ وداع از کوچہ فنا حضرت علی ﷜ سے عرض کیا گیا کہ کیا آپ ہم پر خلیفہ مقرر نہ فرمائیں گے۔ تو فرمایا نہیں بلکہ میں تم کو ایسے ہی چھوڑ کر جاؤں گا جیسے تم کو رسول اللہ ﷺ چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے گئے تھے اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ اچھائی کا ارادہ فرمایا تو تمہیں ایسے شخص پر جمع فرمادے گا جو تم سب سے افضل واشرف ہوگا جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد تم کو سب سے افضل واشرف شخص پر جمع فرمادیا تھا۔ یہ آپ ﷜ کی طرف سے زندگی کے آخری لمحات میں حضرت ابوبکر صدیق ﷜ کے افضل ہونے کا اعتراف ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ اپنے ایام خلافت میں کوفہ کے دارالامارۃ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اے لوگو نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ﷜ ہیں اور انکے بعد امت میں سب سے افضل امیر المومنین حضرت فاروق اعظم ﷜ ہیں۔ پھر فرمایا اگر میں چاہوں کہ تیسرے شخص کا ذکر کروں تو البتہ کرسکتا ہوں اور یہ بھی آپ سے ثابت ہے کہ منبر سے اترتے ہوئے فرمایا انکے بعد عثمان ہیں اور ان کے بعد عثمان (البدایہ

والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴)۔الحمد للہ علی ذالک۔

سلفاً خلفاً پوری امت نے یہی عقیدہ رکھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمان کو دل و جان سے مان کر سرِ تسلیم خم کر دیا۔اب ہم انتظار میں ہوں گے کہ شیخ المنہاج کب اپنے مؤقف سے رجوع کا اعلان کر کے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمنوا بنتے ہیں۔

اور یہ اسلیے کہ آپ کا یہ اعلان و فرمان اس وقت تھا جب زندگی کی آخری گھڑی تھی تو گویا آپ نے دنیا سے رحلت فرماتے ہوئے آخری وصیت کے طور پر مسلمانوں کو یہ تلقین فرمائی کہ میرا تو یہی عقیدہ ہے اور میں تم کو بھی وصیت کرتا ہوں کہ اسی عقیدہ پر رہنا۔

اب معاند اور افضلیت خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے منکر سے سوال یہ ہے کہ یہ اعلان اس وقت فرمایا جب کہ آپ خلافت باطنی کے ساتھ ساتھ خلافت ظاہری پر متمکن اور امیر المومنین کے عظیم منصب پر بھی فائز تھے۔اس وقت جن ہستیوں کو تمام امت پر بمع اپنی ذات کے افضل قرار دے رہے ہیں،تو فی الواقع وہ افضل و اشرف ہوئے کہ نہیں؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ ہمارا اور تمہارا اس پر اتفاق ہے کہ باطنی خلافت کی روحانی وراثت اور سیاسی خلافت کی ظاہری وراثت حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ میں جمع ہیں اور اسی کیفیت کے وقت آپ فرما رہے ہیں کہ ابوبکر صدیق بمع میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب امت سے افضل اور ان کے بعد حضرت فاروق اعظم۔تو اگر یہ حضرات خلافت باطنی سے خالی تھے تو کیسے افضل ہوئے؟ معلوم ہوا کہ یہ حضرات بھی باطنی خلافت اور سیاسی خلافت کے جامع اور امین تھے ورنہ بتایا جائے کہ کیسے افضل ہوئے؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ اللہ تعالیٰ نے اگر تمہارے ساتھ اچھائی کا ارادہ فرمایا تو تمہیں سب سے افضل و اشرف شخص پر جمع فرما دے گا جیسا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد تم کو سب امت سے افضل و اشرف شخص پر جمع فرما دیا تھا۔تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کو جس ہستی پر جمع فرمایا اس کا اسم گرامی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہے اور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعد جس شخصیت پر بقیہ امت کو جمع فرمایا اس کا اسم گرامی حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد منصبِ خلافت پر متمکن ہستی تو ظاہر اور باطن دونوں کی جامع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بلا فصل منصبِ خلافت و امامت پر فائز ہونے والی ہستی صرف اور صرف سیاسی خلافت کی حامل ہو۔

توایمان سے کہیے مقام حضرت علیؓ کے خلیفہ کا بلند ہوا یا نبی کریم ﷺ کے خلیفہ کا؟

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

اس استدلال کی طرف عزیزم حافظ فریاد علی سلمہ اللہ نے فقیر کی توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو علم وعمل سے مالا مال فرمائے آمین۔

چوتھا سوال یہ ہے کہ پہلے تین خلفاءؓ تو صرف ظاہری سیاسی خلیفہ ہوں اور باطنی روحانی خلافت سے انکا کوئی حصہ نہ ہو اور چوتھا خلیفہ دونوں خلافتوں کا جامع ہو۔ جبکہ یہ سب ہستیاں خلافت علی منہاج النبوۃ پر فائز تھیں۔ وجہ فرق منکر معاند پر بیان کرنا لازم ہے۔

اگر منکر معاند کو تقیہ کی لعنت سوجھے جیسا کہ اسکے ممدوح روافض کہتے ہیں۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ فاتح خیبرؓ پر بہتان ہے۔ اسد اللہ اور تقیہ چہ معنی دارد؟ اگر اسد اللہ ہے تو تقیہ باز نہیں ہوسکتا کہ یہ بزدلی ہے اگر تقیہ باز ہے تو اسد اللہ نہیں ہوسکتا۔ کہ ان میں بونِ بعید ہے۔ ثانیاً تقیہ تو قوی دشمن کے خوف سے ہوتا ہے، اب آپ تو امیر المومنین ہیں مملکتِ اسلامی کے بادشاہ ہیں۔ اس قوت وشوکت کے ہوتے ہوئے کیا محل تقیہ ہے؟

ثالثاً یہ کہ اگر خوف ہو بھی تو بقاء زندگی کے لیے ہوتا ہے۔ اب جبکہ لقائے محبوب کا یقین ہو چکا تو تقیہ چہ معنی دارد؟ لہٰذا وہ ہستی قطعی طور پر اس تہمت سے بری ہے۔ اب فضیلتِ خلفاء ثلاثہؓ کا منکر ومعاند بتائے کہ مسلمان اپنے آقا ومولا خلیفہ رابعؓ کا حکم مانیں یا رافضیوں اور رافضی نوازوں کی ہانکی ہوئی بڑ تسلیم کریں۔ الحمد للہ مسلمان اپنے آقا حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان سر آنکھوں پر رکھتے ہوئے دل سے اسے مانتے ہیں اور زبان سے اسی کا اعلان کرتے تھے، کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

لیکن آپکا فرمان شیخ المنہاج کیلئے تو قیامت کا پہلا صور ہے۔ یہ تو آپکو معلوم ہے کہ اس صور کے بعد موت ہی موت ہے کہیں زندگی نہ ہوگی۔ وہ بتائیں کہ مولا کی مانتے ہیں یا اپنی بات پر ہی اڑے ہوئے ہیں اور مولا کی ایک بھی نہیں سنتے۔ اگر مولا کے حکم کا انکار ہے تو ایمان کی بری گت بنتی ہے کیونکہ جس نے مولا کا حکم نہ مانا اس نے قرآن کا حکم نہ مانا (علی مع القرآن والقرآن مع علی) اور جس نے قرآن کو نہ مانا اس نے مصطفی کریم ﷺ کو نہ مانا۔ اور جس نے مصطفی کریم

ﷺ کو نہ مانا اس نے رب کریم جل شانہ کو نہ مانا اور جس نے رب کریم کو نہ مانا وہ عذاب الیم کے لیے تیار رہے کذالک العذاب ولعذاب الآخرۃ اکبر۔ لہذا ماننے ہی سے گاڑی چلے گی اور ماننا اپنی تکذیب کرنا ہے کیونکہ لوگ کہیں گے او کذاب! بتا تو نے اتنا بڑا جھوٹ بول کر مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ میں کیوں خیانت کا ارتکاب کیا۔ اب نہ اقرار سے بنتی ہے نہ انکار سے۔

دو گونہ رنج و عذاب است جانِ مجنوں را

بلائے صحبتِ لیلیٰ بلائے فرقتِ لیلیٰ

اب صرف ایک ہی راستہ ہے کہ سچے دل سے توبہ کر اور اپنے رب کریم جل جلالہ اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر اور مولا علی کا حکم مان کر ان کی پناہ میں آ جا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

لیکن اوکھا پیا لگدا اے۔ اللہ توفیق بخشے۔ آمین!

اسماعیل دہلوی کی عبارت سے شیخ المنہاج کا استدلال

ایک اور قلابازی بھی ملاحظہ ہو۔ شیخ المنہاج والمنہاجیین کے متعلق پہلے تو یہی مشہور تھا کہ آپ تفضیلی ہیں کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو شیخین رضی اللہ عنہما پر افضل مانتے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ ماشاء اللہ عقیدہ تفضیلِ علی ﷺ ثابت کرنے کے چکر میں آپ خارجیوں کی گود میں بھی بیٹھے نظر آتے ہیں۔ دیکھیں امام الخوارج والوہابیہ اسماعیل دہلوی علیہ ما علیہ کی کتاب صراطِ مستقیم (جو فی الواقع صراط منحنی ہے) سے تفضیلِ علی ﷺ پر دلیل پکڑی ہے۔ اسماعیل دہلوی کی وہ عبارت اس طرح ہے:

حضرت علی المرتضیٰ ﷺ کے لیے شیخین رضی اللہ عنہما پر بھی ایک گونہ فضیلت ثابت ہے۔ اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقاماتِ ولایت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسے باقی خلعات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہونا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو

عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔ اہل ولایت کے اکثر سلسلے بھی جناب مرتضی ﷺ کی طرف منسوب ہیں۔ پس قیامت کے دن بہت فرمانبرداروں کی وجہ سے جن میں اکثر بڑی بڑی شانوں والے اور عمدہ مرتبے والے ہوں گے حضرت مرتضی ﷺ کا لشکر اس رونق اور بزرگی سے دکھائی دے گا کہ اس مقام کا تماشا دیکھنے والوں کے لیے یہ امر نہایت ہی تعجب کا باعث ہوگا۔ انتہیٰ

شیخ المنہاج نے ایسے بیہودہ وہابی خارجی کی عبارت کا سہارا لیا ہے کہ اسکے زمانے سے آج تک کے تمام ائمہ اہلِ سنت کا مطرود و مردود ہے۔ ایسے راندے ہوئے سے اسکے دھتکار دینے والوں پر حجت نہ پکڑے گا مگر اسی جیسا مطرود و مخذول۔ اے عقلمند! تفضیلِ شیخین رضی اللہ عنہما کا مسئلہ کیا ایسا ہے کہ ہر نتھو پھتو کا قول اسکی دلیل و حجت ہو۔

اسی عبارت کا لکھنے والا اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں کیا لکھتا ہے؟ کہتا ہے: سواب جو کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اسے مانے سو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ گو کہ اسے اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اسے نہ سمجھے۔

صراطی سے لی گئی منہاجی عبارت اور تقویۃ الایمان میں لکھی گئی عبارت یہ دونوں عبارتیں اسماعیل دہلوی کی ہیں۔ ان دونوں عبارتوں کو آمنے سامنے رکھ کر پڑھیے یہ دونوں عبارتیں خالصتاً باہم متضاد ہیں۔ صراطی میں جو کچھ لکھا گیا ہے تقویۃ الایمان میں اسے شرک کہا گیا ہے۔

فرمائیے کہ صراطی کی صرف اسی عبارۃ پر ایمان ہے یا اس کی تمام لغویات وخرافات پر بھی ایمان ہے؟ اسی صراطی میں یہ بیہودا اور ایمان سوز عبارت بھی موجود ہے کہ: کسی بزرگ ہستی کا نماز میں خیال آ جائے گو حضور ﷺ ہی کیوں نہ ہوں اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں غرق ہو جانے سے بھی بدتر ہے۔

ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے اسی کتاب میں لکھتا ہے: بعض غیر انبیاء پر بھی (جن میں اس نے اپنے پیر اور پردادہ کو بھی داخل کیا) بے وساطت انبیاء وحی باطنی آتی ہے جس میں احکام تشریعی اترتے ہیں وہ ایک جہت سے انبیاء کے پیرو اور ایک جہت سے خود محقق ہوتے ہیں۔ وہ شاگردِ انبیاء بھی ہیں اور ہم استادِ انبیاء بھی۔ وہ مثل انبیاء معصوم ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے قلم سے سنیے کہ فرمایا ''گمراہی اور بد دینی کا منہ

کالا ہوتو نبوت کیا کسی پیڑ کا نام ہے۔تو کیا جو اپنے پیروں اور اماموں میں یہ صفت تسلیم کرے وہ مسلمان ہے؟''

اب معلوم ہوا کہ جناب نے اسکی عبارت کو بطور سند کیوں پیش کیا۔وہ اس لیے کہ صراطی کا مصنف اگر ایک گونہ خارجی ووہابی ہے تو دوسری جانب رافضی بھی ہے اگر نہیں تو تفضیلی رافضی تو ضرور ہے کہ یہ بھی اپنے پیروں اور اماموں کو معصوم مانتا ہے اور حضرت مولا علی کی تفضیل کا بھی قائل ہے۔اور یہ دونوں عقیدے رافضیانہ ہیں اور خارجی وہ خود ہے۔تو خارجیت ورافضیت کا جامع ہوا۔

اور یہی دو چیزیں شیخ المنہاج کو بھی محبوب کہ وہ بھی مولا علی کرم اللہ وجہ کی تفضیل علی الشیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قائل اور یہ رگ رافضیت ہے۔اور اسماعیل قتیل کو بطور سند پیش کیا تو یہ رگ وہابیت وخارجیت ہے۔

اور تھوڑا سانس لیں، جس اسماعیل سے آپ نے محبت کی پینگیں چڑھا رکھی ہیں اسی نے تقویۃ الایمان میں یہ بھی کہا ہے:

سو اسی طرح غیب کا دریافت کر لینا کہ اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجیے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۰)۔تو گویا دہلوی کے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ اس وقت تک جاہل رہتا ہے جب تک نہ چاہے۔اور اس وقت اسے علم حاصل ہو جاتا ہے جب وہ چاہتا ہے معاذ اللہ۔یہ ہے قتیل کا مزعومہ خدا، حاشا کہ سچا خدا ایسا ہو۔سچا خدا تو وہ ہے جو قدیم، اس کا علم بھی قدیم، چاہے نہ چاہے صفتِ علم سے متصف ہے۔قتیل کے مطابق خدا کو بھی علم محض چاہنے سے حاصل ہوتا ہے تو پھر اس کا علم قدیم نہ رہا، بلکہ حادث ونو پیدا ہوا، تو خدا محل حوادث ہوا، اور جو حوادث کا محل ہو وہ ضرور حادث ہے قدیم نہیں، اور جو قدیم نہیں وہ خدا نہیں، تو گویا قتیل کا خدا پر ہی ایمان نہ رہا۔واہ ری قسمت چلے تو تھے اللہ کو بڑھانے اور انبیاء کی توہین کرنے مگر میرا سچا رب ایسا نہیں کہ دغابازوں اور اپنے محبوبوں کی اہانت کرنے والوں کو راہ دے۔

یہ وہی ہے جس کی تقویۃ الایمان کہتی ہے جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۷۰)۔ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۰)۔

کیا فرماتے ہیں علامہ چنیں وچناں شیخ المنہاج بظاہر القادری صاحب کہ ایسی عبارات لکھنے والا شخص اس قابل ہے کہ اسکی کسی بات سے افضلیت شیخین کے خلاف دلیل پکڑی جائے؟

اگر آپکو فقیر کے مندرجات سے اختلاف ہو تو علامہ فضلِ حق مجاہدِ ملت علیہ الرحمۃ کا تحقیق الفتوئی اور رسالہ امتناع النظیر کا مطالعہ اس باب میں سود مند رہے گا۔ سینکڑوں علمائے اہلسنت کی وہ تصانیف جو قتیل تیغ خیار کے رد میں لکھی گئی ہیں انکا مطالعہ کریں اور گڑے مردے نہ اکھاڑیں اور اگر پھر بھی تسلی نہ ہو تو امام اہلسنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کی تحقیقات کا مطالعہ کریں کہ

"جس سمت آگئے ہیں سکے بٹھا دیے ہیں"

آگے شیخ المنہاج کی مرضی کہ اپنا امام قتیل تیغ خیار کو چنے یا امام اہلِ سنت کو۔

مجدد الف ثانی کی عبارت میں شیخ المنہاج کی خیانت

السیف الجلی میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور اسماعیل دہلوی کی عبارتوں کے بعد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت سے اپنے موقف پر استدلال کیا گیا ہے۔ لکھتے ہیں: ایک راہ وہ ہے جو قربِ ولایت سے تعلق رکھتی ہے اور ان بزرگوں کے پیشوا اور منبع فیض سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں (السیف الجلی صفحہ ۱۴)۔

السیف الجلی کے مصنف نے سرعام بددیانتی کی ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اس عبارت سے پہلے لکھا ہے کہ: ایک راہ وہ ہے جو قرب نبوت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس عبارت کے بعد یوں لکھا ہے کہ: شیخین راہ اول سے واصل ہیں (مکتوبات امام ربانی جلد ۲ مکتوب نمبر ۱۲۳)۔ شیخ صاحب نے مجدد پاک کے مکتوب کو آگے اور پیچھے دونوں طرف سے کاٹ کر بیان کیا ہے۔ فرمائیں خیانت کی انتہا ہوئی کہ نہیں؟ افتؤمنون ببعض الکتاب الآیۃ۔

بظاہر القادری غالی رافضی ہیں

اہل سنت اور شیعہ کے درمیان سب سے پہلا اور بنیادی اختلاف جس سے دونوں کی راہیں پہلی بار جدا جدا ہوئیں، یہ ہے کہ شیعہ نے خلافت کو ظاہری اور باطنی دو حصوں میں منقسم قرار دیا۔ شیعہ مذہب کے عقائد کی کتابوں ٹیں اس مذہب کے پانچ بنیادی عقائد لکھے ہیں۔ توحید،

عدل، رسالت، امامت، قیامت۔ بنیادی ترین اختلاف امامت پر ہے جس کے بارے میں شیعہ کی کتابوں سے حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

شیعہ کی کتاب اتحادِ امت میں لکھا ہے کہ: سب سے بڑا اختلاف مسلمانوں کے ان دو گروہوں کے درمیان اسی مسئلہ امامت کے بارے میں ہے...... اہل سنت کے نزدیک خلافت کا اہم عنصر لوگوں کی بیعت ہے۔ اہل تشیع کا نظریہ ہے: امامت کا لوگوں کی بیعت سے کوئی واسطہ نہیں ہے، بلکہ حصولِ حکومت میں بیعت کا بھی کوئی دخل نہیں ہے۔ بارہ اماموں کی امامت ایک الٰہی منصب ہے جو نص رسول کے ذریعے ثابت ہے (اتحادِ امت صفحہ ۴۰ مصنف آیت اللہ محمد آصف محسنی)۔

شیعہ کی کتاب امامت و ملوکیت میں لکھا ہے کہ: شیعانِ علی کے مسلک میں حضور رسالت مآب کے بعد قیادت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی چنانچہ سیاسی قیادت مخصوص طریقے کار سے حضرت ابوبکر نے سنبھال لی جسکو جمہوریت کا نام دیا گیا اور دینی قیادت حضرت علی علیہ السلام کو حاصل تھی کیونکہ دینی قیادت کا عہدہ جمہوری طرزِ عمل سے نہیں ملا کرتا بلکہ یہ خدائی عہدہ ہے وہ جسکو چاہے دے دیتا ہے اور اسکی اہلیت کا اندازہ بھی سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہو سکتا پس دینی قیادت یعنی امامت حقہ کی تعیین امت کے اختیار میں نہیں کہ جسے چاہے چن لے بلکہ جس طرح خدا اپنے اختیار وعلم سے نبی کو نامزد کرتا ہے اسی طرح وہ اپنے علم واختیار سے خلیفہ نبی اور امامِ امت کو نامزد کرتا ہے جسکا اعلان واظہار رسول کے ذمہ ہوتا ہے اور حضرت علی کی امامت وخلافت کا اعلان حضرت رسالت مآب نے حجۃ الوداع سے واپسی پر اپنے خطبہ غدیر یہ میں ایک لاکھ سے زیادہ حاجیوں کے مجمع میں فرمایا تھا (امامت وملوکیت در جواب خلافت وملوکیت صفحہ ۱۶۶، ۱۶۷)۔

شیعہ کی کتاب مذہب شیعہ میں ہے کہ: ہمارا حق الیقین عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان مسلمان، بادشاہانِ اسلام اور اصحاب النبی صلعم تھے۔ مگر وہ منصوص خلیفے اور اولوالامر نہ تھے بلکہ اجماعی خلیفے تھے (مذہب شیعہ صفحہ ۲۵۱)۔

یہی باتیں اصل واصولِ شیعہ اردو صفحہ ۱۰۱۔۱۰۲، تحفۃ العوام صفحہ ۳۵، مختصر الاحکام صفحہ ۸، ثبوتِ خلافت جلد ا صفحہ ۲۴ پر موجود ہیں۔

بظاہر القادری صاحب بھی یہی لکھتے ہیں کہ: سیاسی وراثت کے فردِ اول حضرت ابوبکر

صدیق ﷛ ہوئے، روحانی وراثت کے فردِ اول حضرت علی المرتضیٰ ﷛ ہوئے .... خلافت ظاہری دین اسلام کا سیاسی منصب ہے، خلافت باطنی خالصتاً روحانی منصب ہے۔ خلافت ظاہری انتخابی وشورائی امر ہے، خلافت باطنی محض وہبی واجتبائی امر ہے۔ خلیفہ ظاہری کا تقرر عوام کے چناؤ سے عمل میں آتا ہے، خلیفہ باطنی کا تقرر خدا کے چناؤ سے عمل میں آتا ہے.......... خلافت میں جمہوریت مطلوب تھی اس لیے حضور ﷺ نے اس کا اعلان نہیں فرمایا، ولایت میں ماموریت مقصود تھی اس لیے حضور ﷺ نے وادی غدیر کے مقام پر اس کا اعلان فرمایا۔ حضور ﷺ نے امت کے لیے خلیفہ کا انتخاب عوام کی مرضی پر چھوڑ دیا، مگر ولی کا انتخاب اللہ کی مرضی سے خود فرمایا.......... خلافت افراد کو عادل بناتی ہے، ولایت افراد کو کامل بناتی ہے۔ خلافت کا دائرہ فرش تک ہے، ولایت کا دائرہ عرش تک ہے (السیف الجلی صفحہ 8-9)۔ بالکل یہی عبارت بظاہر القادری صاحب کی کتاب القول المعتبر فی الامام المنتظر کے مقدمے میں بھی موجود ہے۔

اہلِ علم اگر غور فرمائیں، کیا بظاہر القادری صاحب سو فیصد رافضی نہیں؟ دراصل مودودی صاحب نے اپنی کتاب خلافت وملوکیت میں سیدنا عثمان وسیدنا علی رضی اللہ عنہما کو ملوک قرار دیا تھا جو بلاشبہ خارجیت ہے، جوابی کارروائی کے طور پر ڈاکٹر صاحب نے تین خلفاء علیہم الرضوان کو ملوک کہا ہے جو بلاشبہ رافضیت ہے۔

ضربِ حیدری کی وجہِ تالیف

چونکہ شیخ المنہاج رافضیوں کے عقائد کا محافظ ہے اس لیے ہم نے کہا تھا کہ اس نے السیف الجلی لکھ کر سنیت کی پشت میں زہر آلود چھرا گھونپا ہے۔ جب وہ رسالہ حضرت علامہ مولانا پیر سائیں غلام رسول صاحب قاسمی کے ہاتھ لگا اور آپ نے اس کا مطالعہ کیا تو رگِ قرشی میں جنبش پیدا ہوئی کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ امت مسلمہ کے عقائد کی ترجمانی رافضیانہ رنگ میں کی جائے اور ہم خاموش تماشائی بنے رہیں تو اس علم وفضل وزندگی کا کیا فائدہ۔ پس اس مردِ قلندر نے نعرہ قلندرانہ بلند فرمایا اور امت کی طرف سے فرضِ کفایہ ادا کرتے ہوئے بنام ''ضربِ حیدری'' ایک رسالہ تفضیلی رافضیوں کے رد میں تحریر فرمایا اور یہ نام اس لیے تجویز فرمایا کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ

اللہ تعالیٰ کی تلوار ہیں اور یہ تلوار آپ کی ظاہری حیات میں آپ کے ظاہری اور باطنی امام و پیشوا (خلفاءِ ثلاثہ ﷺ) کے اشاروں پر کافروں اور منافقوں پر چلتی تھی تو گویا حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے روحانی فرزند نے محسوس کیا کہ اب میں اس تلوار سے رافضیوں اور رافضی نوازوں پر وار کروں۔ آپ چونکہ روحانیت کے راستے کے راہی بھی ہیں یہ ہوسکتا ہے کہ باطناً آپ کو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے یہ اشارہ دیا گیا ہو کہ بیٹا میری تلوار تھامو اور جو لوگ میرے دین کے اماموں اور پیشواؤں کی فضیلت گھٹانے کے درپے ہیں اور میرے اماموں اور پیشواؤں پر مجھے افضل کہہ رہے ہیں ان پر وار کروتا کہ ان کو نصیحت ہو کہ جو شخص ہم کو ہمارے پیشواؤں اور اماموں پر فضیلت دیتا ہے ہم اس کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہیں اور اس کو اپنی بارگاہ سے دھتکار دیتے ہیں۔ یہ تو گویا منتر ہی الٹا پڑ گیا کہ دامن مولا علی کرم اللہ وجہہ بھی ہاتھ سے گیا کیونکہ مقصد رافضیوں کی رضا تھی اور مولا علی ﷺ نے ضرب حیدری بھی رسید فرما دی۔

مازیاراں چشم یاری داشتیم   خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

یوں جب ضرب حیدری لگی تو شیخ المنہاج اور ان کی ذریت نے بڑے دانت پیسے اور غور و خوض کیا لیکن کچھ جواب نہ بن آیا اور انشاء اللہ قیامت کے صور تک نہ بن آئے گا اور دانت ہی پیستے گزرے گی کیونکہ حیدر ﷺ کی ضرب فتح کی علامت ہے اور جب ذوالفقارِ علی چلتی ہے تو کشتوں کے پشتے لگ جاتے ہیں۔

باب دوم

ماہنامہ سوئے ایران کی ہرزہ سرائی

چونکہ ضربِ حیدری کا اصل موضوع افضلیت حضرات شیخین کریمین ہے اور الحمدللہ وہ براہین قاطعہ سے مزین و موید ہے تو اس کا جواب تو کسی کے بس کا روگ نہیں کہ یہاں تو بڑے بڑوں کا پتہ پانی ہوا چاہتا ہے سو ''گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل'' کے مصداق ایک سابق منہاجی جناب مفتی محمد خان صاحب قادری نے ایک ضمنی بحث چھیڑ دی اور خود پردے میں بیٹھ کر بے چارے خلیل کو آگے کر دیا اور کہا کہ آپ کی مہربانی میرا مضمون اپنے نام پر ماہنامہ میں شائع کر دو۔ وہ غریب اب تلوارِ حیدر ﷺ کی زد میں آ گیا۔ خلیل صاحب سے عرض ہے کہ مہربانی فرما کر آپ اپنے ذمہ یہ جھوٹ نہ لیں اور ایک طرف رہیں۔ جناب خائن صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ضربِ حیدری کا موضوع حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت ہے آپ نے سوئے ایران کی پہلی قسط میں فرمایا ہے کہ: ''ہم سرِ دست اسے موقوف رکھتے ہیں''۔ گویا آپ کو مسئلہ افضلیت شیخین سے اختلاف ہے اور آپ اس مسئلہ پر انفرادی رائے رکھتے ہیں اس لیے آپ اس اجماعی عقیدہ پر بحث وتمہید کا دروازہ کھولنا چاہتے ہیں۔ دوسری قسط میں جناب نے لکھا کہ: ''اہل سنت کا مؤقف بالکل واضح ہے کہ جمہور کے نزدیک شیخین افضل ہیں''۔ گویا آپ کو اتفاق ہے اور آپ اس مسئلہ کو طے شدہ مان کر اس پر بحث نہیں کرنا چاہتے۔

''مدعا عنقا ہے اپنے عالم تقریر کا''

خائن صاحب فرمائیں کہ آخر وہ چاہتے کیا ہیں اور کیا انہیں خود بھی علم ہے انہیں اختلاف کس بات سے ہے اور اتفاق کس بات سے اور یہ کہ کیا واقعی وہ اختلاف و اتفاق کے آداب سے واقف ہیں۔ دونوں قسطوں کے بیان میں فرق کیوں ہے؟ اور یہ تبدیلی کس وجہ سے کی گئی؟ یہ بات ہم اہل علم پر چھوڑتے ہیں۔ لیکن ان بیانات نے یہ بات طے کر دی ہے کہ ان لوگوں کے پاس ضربِ حیدری کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اسی لیے اصل موضوع سے صرف نظر

کرتے ہوئے ایک ضمنی بحث چھیڑ دی۔

معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں رافضیت کا مروڑ اٹھ رہا تھا ورنہ اگر صرف تسکینِ عادتِ اختلاف ہی ملحوظ تھی تو پھر آپ نے بظاہر القادری کے خلاف قلم کیوں نہ اٹھایا؟ جس کی باتیں آپ کے نزدیک بھی خطرناک ہونی چاہییں اس لیے کہ جسے آپ اہل سنت کا واضح مؤقف کہہ رہے ہیں اسے وہ چیلنج کر رہا ہے۔

چلیں اگر باب العلم کے موضوع پر قلم اٹھانے کا شوق چڑھا ہوا تھا تو ان علماء کے خلاف قلم اٹھاتے جنہوں نے حدیث انا مدینة العلم کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کیا۔ لا اصل له (یحیٰ بن معین)، منکر و لیس له وجه صحیح (بخاری)، منکر غریب (ترمذی)، موضوع (ابن جوزی)، هذا الحدیث لم یثبتوه (تقی الدین ابن دقیق العید)، موضوع (نووی)، موضوع (ذہبی)، موضوع (شمس الدین الجزری)، موضوع (ابنِ کثیر)، ایں خبر نیز مطعون است (شاہ عبدالعزیز)۔

تفصیل کے لیے دیکھو تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۱۲ (مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)۔ ضربِ حیدری میں تو اس حدیث کو حسن مانا گیا ہے، آپ اس بات کو سمجھ ہی نہیں سکے۔ مگر ہماری سمجھ میں یہ بات آگئی ہے کہ جناب میں کسی کی عبارت کے دقائق اور معنی خیزی کو سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں۔

گر سخن بشنوی ز اہل دل مگو خطا است   سخن شناس نہ ای دلبرا خطا ایں جا است

ترجمہ: اگر اہل دل کی بات سنو تو مت کہو کہ خطا ہے، تم میں بات سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے پیارے اصل خطا یہ ہے۔

افسوس کہ اتحاد پہ آئے تو عیسائیوں کا کرسمس ڈے منانے لگے، وہابیوں، دیوبندیوں، خارجیوں اور رافضیوں اور ہر گمراہ اور بدمذہب سے پینگیں چڑھا دیں۔ خصوصاً روافض کیساتھ تو بھائی بھائی کے نعرے لگ گئے اور اہل حق کو پارہ پارہ کرنے پہ آئے تو حق کو پس پشت ڈال دیا اور اسکے چمکتے دمکتے چہرہ پر جہالت و خیانت سے دھول ڈالنے کی ناکام کوشش کی فالی اللہ المشتکی۔

جن سے حکم وصل تھا ان کے محلے سے گئے

جن سے حکم فصل تھا بیٹھے ہیں ان کی گود میں

و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل و یفسدون فی الارض ۔ خائن صاحب نے ضربِ حیدری کی جس ضمنی بحث کو چھیڑا ہے وہ یہ ہے کہ قاسمی صاحب نے حضرت مولا علی ﷺ کے خواص کا انکار کیا ہے۔ جھوٹے پر وہی ہو جس کے وہ قابل ہے۔ حالانکہ قاسمی مسکین نے اپنے آقا و مولیٰ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے تیرہ خاصے گن گن کر ذکر فرمادیے ہیں۔

گر نبیند بروز شپرہ چشم　　　چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

اصل میں بات یہ ہے کہ تفضیلیوں رافضیوں کو چونکہ علی الاطلاق افضلیتِ ابوبکر صدیق ﷺ اور افضلیتِ فاروقِ اعظم ﷺ کا سننا گوارا نہ تھا اسلیے یہ تہمت گھڑی کہ دیکھو دیکھو قاسمی تو مولا علی کا گستاخ اور خارجی ناصبی ہونیوالا ہے۔ اور آپکے خصائص کا انکار کرتا ہے۔ حاشا کہ حضرت علامہ پیر سائیں غلام رسول قاسمی صاحب آپ ﷺ کے خواص کا انکار کریں۔ یہ فقیر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہے اگر میرے استاد اور پیر بھی آپکے خواص کا انکار کریں تو ان سے بھی اپنا تعلق ختم کردے گا کہ **الحب فی اللہ و البغض فی اللہ** کا حکم ہمیشہ فقیر کا حرزِ جان رہا۔ اس فقیر نے ضربِ حیدری کا اول سے آخر تک مطالعہ کیا ہے، کیا مجال کہ جادۂ حق سے ذرہ بھی انحراف ہو۔ اگر حق سے انحراف ہوتا تو یہ قلم انکے خلاف ہوتا جیسا کہ اب آپکے خلاف ہے۔ ہمارا کسی سے کوئی ذاتی جھگڑا نہیں۔ بات سچے اور جھوٹے کی ہے۔ الحمدللہ یہ فقیر ہمیشہ حق اور سچ کا ساتھی رہا ہے اور اللہ کریم نے توفیق بخشی تو آئندہ بھی یہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔ آمین!

جناب خان صاحب فرمائیں قاسمی غریب نے کس خاصے کا انکار کیا ہے۔ تو خان صاحب قادری نے جواباً کہا کہ باب مدینۃ العلم ہونا حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا خاصہ ہے اور قاسمی صاحب نے اس کا انکار کیا ہے۔ ضربِ حیدری کی جس عبارت پر خائن صاحب نے اعتراض کیا ہے وہ یہ ہے:

اسی طرح یہ بھی مشہور کردیا ہے کہ صرف مولا علی ﷺ علم کا دروازہ ہیں۔ حالانکہ **فبایھم اقتدیتم اھتدیتم** وغیرہ سے صاف ظاہر ہے کہ دیگر صحابہ اور اہل بیت اطہار علیہم السلام بھی علم کے دروازے ہیں (ضربِ حیدری صفحہ ۸۳ طبع اول)۔

خائن صاحب کے لیے مصیبت یہ ہے کہ ضربِ حیدری کی یہی بات ہو بہو ملا علی قاری نے بھی لکھی ہے، وہ فرماتے ہیں: **جمیع الاصحاب بمنزلة الابواب قوله ﷺ اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم** الخ یعنی تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں اور آپ ﷺ کا فرمان ہے میرے تمام صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵)۔

خدارا انصاف! وہی بات ملا علی قاری کہیں تو وہ اہل سنت کے امام اور اگر وہی بات ضربِ حیدری میں آجائے تو ناصبیت کا خطرہ۔ اب آپ ہی بتایئے ہم نے خان کو خائن لکھا تو کیا غلط کیا؟ جناب خائن توبہ کا دروازہ ابھی تک کھلا ہے۔ خدا کا خوف کھاؤ۔ اور اگر آپ نے توبہ کرنے سے توبہ کر لی ہے تو سوئے ایران کا عملہ ہی کچھ خوفِ خدا کرے۔ اگر سوئے ایران والے بھی سارے ہی ایران پہنچ چکے ہیں تو خائن صاحب کا کوئی تحقیقی ذہن کا طالب علم ہی اپنے استادِ گرامی کو سمجھائے کہ

کیں راہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

حدیث مدینۃ العلم کی شرح

حدیث شریف: **عن علی ﷺ قال قال رسول الله ﷺ انا دار الحکمة و علی بابها رواه الترمذی و قال هذا حدیث غریب** ۔ کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں دار الحکمۃ ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ اس حدیث کو ترمذی میں روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

و فی روایة انا مدینة العلم و فی روایة المصابیح انا دارالعلم و علی بابها و فی روایة زیادة فمن اراد العلم فلیاته من بابه ۔ کما ذکر فی المرقاۃ۔

محدثین کرام اصحاب جرح وتعدیل نے اس حدیث پر بڑی طویل گفتگو کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ جیسا کہ علی قاری علیہ الرحمۃ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ذکر فرمایا ہے۔ لہٰذا اب اس پر بحث کہ یہ محدثین کی اصطلاح میں کس درجے پر ہے طے ہو چکی۔

ضربِ حیدری میں بھی اسی قول کا آخر میں منقول ہونا اور ''لیکن'' کے بعد منقول ہونا

اس چیز کا ثبوت ہے کہ مصنف کے نزدیک یہ حدیث حسن ہے۔

فقیر نے سب روایات نقل کردی ہیں تاکہ مخالف معاند کے لیے کوئی حجت باقی نہ رہے۔اب فقیر اصول وفن کے اعتبار سے چند کلمات ذکر کرے گا جن سے مسئلہ کا سمجھنا انشاء اللہ آسان ہوجائے گا۔

اصولِ فقہ میں یہ اصول بیان کیے گیے ہیں کہ حدیث کی صحت وسقم پرکھنے کے لیے حدیث کو قرآن مجید پر پیش کیا جائے گا۔اگر بغیر تاویل وتخصیص کے قرآن مجید سے جمع ہوجاتی ہے تو دونوں پر عمل کریں گے۔اگر حدیث اپنے عموم پر رہتے ہوئے قرآن کے معارض ہے تو اس میں تاویل کریں گے تاکہ قرآن مجید کے ساتھ جمع ہوجائے اگر جمع ہوسکے تو پھر بھی دونوں پر عمل کریں گے۔قرآن مجید پر علی الاطلاق اور حدیث شریف پر بطور تاویل۔اور اگر قرآن کے ساتھ حدیث جمع نہیں ہوپاتی تو قرآن کے مقابلے پر حدیث کو ترک کردیا جائے گا۔

جیسے آیت **فاقرؤا ما تیسر من القرآن** اور حدیث **لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب** ۔کے درمیان تطبیق علماء نے بیان فرمائی ہے۔اسی لیے علماء نے یہ قانون وضع فرمائے اگر ان کا لحاظ نہ رکھا جائے تو نری غیر مقلدیت ہے۔اللہ تعالیٰ پناہ دے۔اور یہ چیزیں علم وفن کے حاملین پر پوشیدہ نہیں ہیں۔

اب حدیث مدینۃ العلم میں سرورِ کونین ﷺ کا فرمانا کہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) علم کا شہر ہوں یا حکمت کا دار ہوں یا علم کا دار ہوں۔تو ظاہر ہے کہ آپ ﷺ علی الاطلاق علم کا شہر ہیں خواہ علم ظاہر ہو خواہ علم اسرار ہو۔اس کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل معاند محروم کلاً محروم۔

اب سیدی وجدی نسباً حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس شہر کا دروازہ ہیں تو سوال ہے کہ علم شرع یعنی ظاہری علم کے اعتبار سے دروازہ ہیں یا علم اسرار کے اعتبار سے یا دونوں جہتوں کے اعتبار سے؟ عقلاً اس کی تین ہی صورتیں ہوسکتی ہیں۔اگر کوئی کہے کہ آپ ﷺ علم ظاہر کے اعتبار سے دروازہ ہیں تو چونکہ خصوصیت تب ہوگی کہ صرف اور صرف علم ظاہر کا دروازہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ ہوں، دوسرا کوئی بھی نہ ہو، کسے باشد۔یہ اس لیے ہے کہ **خاصۃ الشی ما**

یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ تو یہ احتمال عقلاً نقلاً ممکن نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں قرآن مجید اور احادیث کی مخالفت لازم آتی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ جل شانہ کا فرمان لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلو علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ۔ بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا تو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ اس مضمون کی بیسیوں آیات قرآن مجید کی زینت ہیں، اگر وہ سب تحریر کی جائیں تو کلام طویل ہو جائے گا، مقصود صرف ان کی طرف توجہ دلانا ہے نہ کہ احصاء۔ اس آیتِ کریمہ میں سب ضمائر جمع کی ہیں۔ کہ وہ محبوب ان سب غلاموں پر آیاتِ الٰہی پڑھتے ہیں۔ ان سب کو پاک کرتے ہیں اور ان سب کو علم وحکمت سکھاتے ہیں۔

جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم وحکمت سکھایا ہے انہوں نے بقیہ امت کو پہنچایا اور سکھایا تو ہوگا کہ سرکار ﷺ کا فرمان ہے: بلغوا عنی ولو آیۃ۔ وہ ہستیاں جنہوں نے شمسِ نبوت ﷺ کی تابانیوں کا مشاہدہ فرمایا، انکی زبانِ اقدس سے اللہ تعالیٰ کی آیات سنیں، وحی خفی اور جلی کا فیض بلاواسطہ حاصل کیا، انکے متعلق یہ تصور بھی کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے سرکار کا فرمان پس پشت ڈال دیا ہو ہرگز نہیں تو کیا وجہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم میں باب العلم ہونا منحصر ہو؟ اس سے صراحتاً قرآن وحدیث کا باطل ومہمل ہونا لازم آتا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔

کسی ادنیٰ مسلمان سے بھی یہ متصور نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ ایک مفتی وعلامہ ہونے کا دعویدار شخص یہ نظریہ رکھے۔ اب رہی عقلی دلیل تو عقلاً بھی یہ ممکن نہیں کہ باب العلم ہونا حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ میں منحصر ہو۔ اسلیے کہ رب کریم جل جلالہ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو تا قیام قیامت تمام انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا ہے، بلاواسطہ یا بالواسطہ۔ کیا دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد آپ ﷺ کے علمی فیضان کا ایک ہی دروازہ ہے؟ تو یہ سیدھی رافضیت ہے کہ تمام صحابہ علیہم الرضوان بے فیض ومہمل ٹھہریں العیاذ باللہ تعالیٰ، یہاں یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ باب العلم ہونا میرے جدامجد حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کا خاصہ نہیں ہے۔ یہ بحث اس صورت پر

ہے کہ علم سے مراد علم ظاہری ہو۔

فقیر کو لگتا ہے کہ شاید اسی نکتے کے پیش نظر سوئے حجاز کے مضمون نگار نے بھی یہ امکان تسلیم کیا ہے کہ یہاں علم الاسرار مراد ہے۔ تو گویا اب ان کا اور ہمارا اتحاد و اتفاق ہو گیا کہ علم ظاہر کے اعتبار سے باب العلم ہونا آپ ﷺ کا خاصہ نہیں ہے۔

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شرع متین کہ قاسمی بے چارہ اس خاصے کا انکار کر کے ناصبی و رافضی اور چنیں چناں ٹھہرے اور خلیل الرحمٰن اور وہ پردہ نشین جو اندھیرے میں بیٹھا ہے وہ ناصبی اور خارجی کیوں نہ ہوئے وجہ فرق بیان کی جائے۔ ورنہ تسلیم کریں کہ قاسمی مردِ قلندر حق پر ہے الحمدللہ علیٰ ذالک اور اس کا مؤقف قرآن و سنت کے مطابق ہے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اب اس حدیث شریف میں اگر علم الاسرار مراد ہو اور اسی اعتبار سے باب العلم ہونا آپ ﷺ کا خاصہ ہو تو یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ یہ بھی قرآن و حدیث کے معارض ہے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ دوبارہ پڑھیں اسی میں ہے **یعلمهم الکتاب والحکمة**۔ یہاں کتاب سے مراد تو ظاہری علم ہے اور حکمت سے مراد علم الاسرار ہے تو گویا تم اور ہم اس پر متفق ہیں کہ حکمت سے مراد علم الاسرار ہے۔ تو قرآن فرماتا ہے کہ محبوب اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سب غلاموں کو علم ظاہری اور باطنی کا وارث بنایا اور انہیں علم و حکمت کے موتی لٹائے، تو اگر میرے جدِ اعلیٰ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی صرف علم الاسرار کا دروازہ ہوں تو اس آیۃ کریمہ کے علاوہ بیسیوں آیات اس حدیث کے معارض و مخالف ہو کر ساقط ہو جائیں گی۔ سو یہ عقیدہ کرنا گویا قرآن مجید کا انکار ہے اور قرآن مجید کا انکار کفر ہے تو جب ایک عقیدہ رکھنے سے کفر لازم آتا ہو تو کون عقلمند ہے جو کہے کہ یہ عقیدہ تو نہیں چھوٹ سکتا ہاں کافر ہوتا ہوں تو ہو جاؤں **اعاذنا اللہ منہ**۔ کسی ادنیٰ مسلمان سے بھی یہ متصور نہیں ہو سکتا کہ جس بات سے کفر لازم آئے اسے نہ چھوڑے، چہ جائے کہ کسی عالم فاضل مدعی علم سے ایسی توقع ہو۔ ہاں اگر رافضی ہو تو دوسری بات ہے۔ وہ تو پہلے ہی قرآن و حدیث کا انکار رکھتے ہیں اور صرف بے چارے مسلمانوں کو دھوکا

دینے کو بس قرآن کا نام ہی لیتے ہیں۔

اب رہی تیسری صورت کہ باب العلم ہونا ظاہری اور باطنی دونوں جہتوں سے آپ ﷺ کا خاصہ ہے، تو یہ صرف ایک عقلی احتمال کے طور پر ذکر کی گئی ورنہ اس کے تحقق کی کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ ہر ایک جہت کے اعتبار سے جب باب العلم ہونا آپ کا خاصہ نہیں تو دونوں علوم کے اعتبار سے بطریق اولی خاصہ ہونا متصور نہیں ہوسکتا۔

اگر آپ ''تصفیہ مابین سنی وشیعہ'' کا سہارا لیں تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ:

حضرت پیر صاحب علیہ الرحمۃ نے اس کتاب کو چھاپنے سے منع فرمایا تھا۔ جب اس کے چھاپنے کی بات ہوئی تو آپ کے الفاظ یہ تھے ''فی الحال رہنے دو'' (مقدمہ تصفیہ صفحہ الف)۔ اس کے بعد حضرت پیر صاحب علیہ الرحمۃ کی طرف سے کہیں اجازت کا دروازہ نہیں کھلا۔ پھر قبلہ حضرت بابو جی علیہ الرحمۃ نے مولانا فیض احمد صاحب سے فرمایا ''اشاعت سے پہلے اچھی طرح نظرِ ثانی کرلو'' (مقدمہ صفحہ الف)۔ پھر بھی یہ کتاب التواء میں رہی اور بالآخر حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بابو جی دونوں کے وصال کے بعد ۱۹۷۹ء میں پہلی بار چھپ کر منظر پر آئی۔ فی الحال اتنا کافی ہے اگر مزید چھیڑا گیا تو انشاء اللہ العزیز رنگا رنگ شواہد سامنے آئیں گے۔

مفتی محمد خان قادری اپنے ہی فتوے میں گرفتار

لطیفہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ قبل حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم صاحب شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی محمد خان قادری صاحب نے شیخ محقق الشاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کا اردو ترجمہ کیا اور حدیث انا دار الحکمۃ و علی بابہا کی شرح کرتے ہوئے صاف لکھا ہے کہ باب العلم ہونا حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا خاصہ نہیں ہے۔ چنانچہ ہم آنجناب کی مکمل اردو عبارت من وعن لکھ رہے ہیں، فرماتے ہیں: اس میں شک نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا علم دوسرے صحابہ کرام سے بھی آیا ہے اور حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ خاص نہیں ہے یہ تخصیص کسی خاص وجہ کی بناء پر ہوگی کہ ان کے ذریعے وسیع اور عظیم علم لوگوں تک پہنچے گا جیسے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اقضاکم علی تم میں سے سب سے زیادہ فیصلہ

کرنے والے علی ہیں ؓ اصل میں یہ حدیث ابو الصلت عبد السلام ابن صالح هروی سے مروی ہے۔ وہ اگرچہ شیعہ ہیں لیکن سچے ہیں اور صحابہ کرام کی تعظیم میں کوتاہی نہیں کرتے (اشعۃ اللمعات اردو جلد ۷ صفحہ ۴۵۷ ترجمہ از علامہ شرف قادری اور محمد خان قادری)۔

خائن صاحب نے تیسری قسط میں یہ الزام لگایا ہے کہ ضربِ حیدری میں شیخ محقق کی عبارت ادھوری نقل کی گئی ہے۔ لیجیے صاحب اب تو پوری عبارت آ گئی اور وہ بھی آپ کے اپنے ترجمے کے ساتھ آ گئی۔ بتائیے اس سے ضربِ حیدری کا کیا بگڑا اور تمہارا ستیاناس ہوا کہ نہیں؟

ایک لطیفہ یہ ہے کہ خائن صاحب کا اشعۃ اللمعات کا یہ ترجمہ اور سوئے ایران میں شائع ہونے والا ترجمہ آپس میں نہیں ملتے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ موازنہ کر کے خود ہی فرق معلوم کریں۔

حضرت قاسمی صاحب قبلہ کی ضربِ حیدری کے ظہور وطلوع سے پہلے تو آپ کا بھی یہی موقف تھا کہ باب العلم ہونا آپ ؓ کا خاصہ نہیں ہے۔ تو انہوں نے بھی تو تمہارے ہی موقف کا اظہار فرمایا ہے اگر اس اظہار میں قاسمی غریب خارجیت کی طرف مائل ہو گیا اور آپ کو خطرہ لاحق ہوا کہ اگر وہ اسی ڈگر پر چلتے رہے تو خارجی ناصبی ہو جائیں گے حالانکہ یہی کچھ آپ بھی لکھ چکے ہیں سو آپ کے متعلق خارجی اور ناصبی ہونے کا خطرہ کیوں نہیں؟ اگر آپ خارجی وناصبی نہیں تو پھر قاسمی صاحب کیوں خارجی وناصبی ہوں گے؟ بات تو ایک ہی ہے وجہ فرق بیان فرمائیں۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اس کا جواب شرعاً اخلاقاً آپ کے ذمہ ہے۔ اگر آپ کے پاس اس کا جواب نہیں ہے اور انشاء اللہ یقیناً نہیں۔ تو پھر فاتقوا النار التی و قودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔ یہ ہے کسی فقیر پر زبان درازی کا بدلہ۔

غرورِ زہد نے سکھلا دیا ہے واعظ کو ۔۔۔ کہ بندگانِ خدا پہ زباں دراز کرے

اب آپ کو ماننا پڑے گا کہ اس عقیدے میں ہمارا تمہارا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ آپ کو بھی تسلیم اور ہم بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔ تو یہ عقیدہ اتفاقی ہوا نہ کہ اختلافی۔

ہاں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بھائی ہم تو صرف مترجم ہیں اور مترجم کا کام صرف ترجمہ کرنا ہے نہ کہ مصنف کے ہر عقیدہ سے اتفاق تو یہ ترجمہ ہم پر حجت نہیں۔ اولاً گزارش ہے کہ جس کتاب کے مصنف سے آپ کو اتفاق ہی نہیں تو اس کتاب کے ترجمہ کی زحمت کیوں اٹھائی؟ اتنا وقت اور سرمایہ کیوں ضائع کیا؟ اصولی طور پر تو صرف اتنا جواب کافی ہے۔

دوسری بات یہ کہ جب آپ نے دیکھا کہ یہ بات تو ہمارے نظریہ وعقیدہ کے خلاف ہے تو جناب پر لازم تھا کہ حاشیہ پر اختلافی نوٹ لگا دیتے کہ سند رہتا اور بوقت ضرورت کام آتا۔ ان میں سے کچھ بھی نہیں تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ آپ کا مؤقف طلوع ضرب حیدری سے قبل تو یہی تھا۔ مانیں یا نہ مانیں۔

ہم نیک وبد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

اگر خائن صاحب یہ کہیں کہ حضرت شیخ محقق علیہ الرحمۃ کی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ: علم تمام صحابہ سے آیا ہے اور یہ علی مرتضی کا خاصہ نہیں مگر باب العلم ہونا آپ ہی کا خاصہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب علم دوسرے صحابہ کے ذریعے آیا تو دوسرے صحابہ بھی علم کے دروازے ٹھہرے اس لیے کہ جس میں سے کوئی چیز باہر نکلے وہ دروازہ ہی ہوتا ہے نہ کہ دیوار۔ یہ عجیب پاگل پن ہے کہ صحابہ کے ذریعے علم کا پہنچنا بھی مانا جائے اور پھر انہیں دروازے بھی نہ مانا جائے۔ اور اگر آپ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں مگر اصطلاح کو تسلیم نہیں کرتے تو یہ جھگڑا محض ایک لفظ کے اطلاق یا استعمال کا ٹھہرا۔ اب محض اتنی سی بات پر اتنی زیادہ بک بک اور اس قدر عناد اور فتویٰ بازی چہ معنی دارد؟ اور اس لفظ میں بھی آپ کا موقف سراسر باطل۔ اس لیے کہ ملا علی قاری تصریح فرما رہے ہیں کہ علی باب من ابوابھا (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵) اور میر عبدالواحد قدس سرہ نے تو فیصلہ ہی کر دیا، فرماتے ہیں: تمام صحابہ کرام اس شہر کے دروازے ہیں، اس لیے کہ تمام علوم امت کے جملہ علماء کو انہی دروازوں سے پہنچے ہیں (سبع سنابل صفحہ ۷۳)۔ حضرت میر علیہ الرحمۃ نے علم پھیلانے کو تمام صحابہ کرام کے باب العلم ہونے کی علت قرار دیا ہے۔ اور خائن صاحب اس علت کے ہوتے ہوئے معلول کے منکر ہیں اور ملزوم کے ہوتے ہوئے لازم کے منکر ہیں۔ یہ اسی

طرح ہے جیسے کوئی دھوپ کو دیکھ کر سورج کا انکار کرے یا بیٹے کو دیکھ کر باپ کا انکار کرے۔

باوجود اس کے کہ مذکورہ بالا حوالے ضربِ حیدری میں موجود ہیں مگر خائن صاحب ہیں کہ مان کے نہیں دیتے۔ یہاں یہ واضح ہوگیا کہ خائن قادری ایک نہایت بے وقوف آدمی ہے۔ واللہ باللہ ہم یہ بات محض چوٹ کرنے کے لیے نہیں کہہ رہے بلکہ یہ عین حقیقت ہے اور ہم صرف حقیقت کو زبان دے رہے ہیں۔ اور یہ کہ لوگوں میں اس شخص کے بارے میں جو کچھ مشہور ہے وہ بالکل سچ نکلا ہے۔ اہلِ علم ہی ہماری اوپر کی چند سطروں کی قدر جان سکتے ہیں۔

خائن صاحب نے تیسری قسط میں یہ بہتان بھی باندھا ہے کہ ملاعلی قاری علیہ الرحمۃ کی عبارت ضربِ حیدری میں ادھوری ہے۔ چنانچہ انہوں نے خود اس سے اگلی عبارت نقل کر کے اپنی دانست میں دیانت داری کا مظاہرہ کر دیا ہے۔ پوری عبارت یوں نقل کرتے ہیں کہ: **والمعنی علی باب من ابوابھا ولکن التخصیص یفید نوعا من التعظیم وھو کذلک لانہ بالنسبۃ الی بعض الصحابۃ اعظمھم واعلمھم۔**

ترجمہ: لیکن حدیث باب العلم حضرت علی المرتضیٰ ﷺ کی تخصیص ان کی ایک نوع عظمت کو اجاگر کر رہی ہے اور وہ اسی طرح ہی ہے کیونکہ وہ بعض صحابہ کی نسبت اعظم واعلم ہیں (ماہنامہ سوئے ایران تیسری قسط)۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ خائن صاحب نے یہ پوری عبارت نقل کر دی تو اس سے ضربِ حیدری کا کیا بگڑا؟ علمائے کرام خدارا غور فرمایئے! اس عبارت میں نوعاً کی تنکیر کیا بتا رہی ہے؟ آگے اسی کی وضاحت میں ملاعلی قاری کے الفاظ **لانہ بالنسبۃ الی بعض الصحابۃ اعظمھم واعلمھم** کیا بتا رہے ہیں؟ یہی کہ آپ بعض صحابہ کی نسبت اعظم واعلم ہیں نہ کہ سب کی نسبت اور نہ کہ ابوبکر وعمر کی نسبت ﷺ۔ اگر اپنے استاد کے سامنے بیٹھ کر خائن صاحب **بعض الصحابۃ** کا ترجمہ **جمیع الصحابۃ** کرتے تو استاد صاحب ضرور جناب کو اُلو کا پٹھا کہتے۔ لیکن اب انشاء اللہ سے اس کے شاگرد بھی یہی کچھ کہیں گے۔

پھر خائن صاحب نے ضربِ حیدری کی خیانت پکڑنے اور پوری عبارت نقل کرنے کا

دعویٰ داغ دیا۔ حالانکہ خائن صاحب خود اس سے اگلی عبارت ہڑپ کر گئے ہیں وہ عبارت یہ ہے:
ومما یدل علی ان جمیع الاصحاب بمنزلة الابواب قوله صلی الله علی وسلم اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم مع الایماء الی اختلاف مراتب انوارها فی الاهتداء یعنی تمام صحابہ کے علم کے دروازے ہونے کا ثبوت یہ حدیث ہے: **اصحابی کالنجوم** اگرچہ ہدایت دینے میں انکے انوار کے مراتب مختلف ہیں (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵)۔
اب اگر حدیث اصحابی کالنجوم کی صحت پر خائن صاحب کو اعتراض ہے تو یہ اعتراض ملا علی قاری پر کیجیے نہ کہ ان کے ناقل پر۔ اور ملا علی قاری کو خارجی ناصبی مولا علی کا بغیض اور وہ سب کچھ کہہ کر دکھایئے جو کچھ صاحب ضربِ حیدری کو کہا ہے۔

خائن صاحب مذکورہ بالا چند الفاظ ہضم کرنے کے بعد اگلی عبارت پر پہنچ گئے کہ **اللھم الا ان یختص بباب القضاء الی قوله ومما یدل علی جزالة علمه الی قوله عمر کان یتعوذ من معضلة لیس لها ابو حسن**

حالانکہ اس عبارت سے پہلے بھی ایک عبارت موجود تھی جسے خائن صاحب ہڑپ کر گئے۔ وہ عبارت یہ ہے: **ومما یحقق ذلک ان التابعین اخذوا انواع العلوم الشرعیة من القرأة والتفسیر والحدیث والفقه من سائر الصحابة غیر علی ﷺ ایضاً فعلم عدم انحصار البابیة فی حقه** یعنی جو چیز اسے تحقیق سے ثابت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ تابعین نے علوم شرعیہ کی مختلف انواع یعنی علم قرأۃ، علم تفسیر، علم حدیث اور علم فقہ سیدنا علی ﷺ کے علاوہ تمام صحابہ سے بھی حاصل کی ہیں، تو حضرت علی کے حق میں باب العلم ہونے کا عدم انحصار واضح ہو گیا (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵)۔

پھر **اللھم الا** کا ترجمہ خائن صاحب نے اس طرح شروع کیا ہے کہ: مگر یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ ﷺ کو باب قضا کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے۔

مخطی صاحب کو اتنا بھی پتا نہیں کہ **اللھم الا** کا ترجمہ کیا ہوتا ہے۔ اس کا معنی ہے: اے میرے اللہ اس کے سوا کوئی چارا نہیں۔ حضرت علی قاری کہنا یہ چاہتے ہیں کہ: تمام صحابہ باب

العلم ہیں اور سیدنا علی المرتضٰی شیرِ خداﷺ کے باب العلم ہونے کا تعلق جمیع علم سے نہیں بلکہ اس کا تعلق آپ کے اقضٰی ہونے سے ہے۔

مخطی صاحب کو ملا علی قاری نے مندرجہ ذیل جوتے برسائے ہیں:

پہلا جوتا: علی باب من ابوابها یعنی علی علم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں۔

دوسرا جوتا: التخصیص یفید نوعاً من التعظیم یعنی باب العلم کی یہ تخصیص تعظیم کی ایک نوع کا فائدہ دیتی ہے۔

تیسرا جوتا: بالنسبة الی بعض الصحابة یعنی آپ بعض صحابہ کی نسبت اعلم ہیں۔

چوتھا جوتا: جمیع الصحابة بمنزلة الابواب یعنی تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں۔

پانچواں جوتا: التابعین اخذوا انواع العلوم من سائر الصحابة غیر علی یعنی تابعین نے حضرت علی کے علاوہ تمام صحابہ﷢ سے علوم کی مختلف انواع حاصل کی ہیں۔

چھٹا جوتا: فعلم عدم انحصار البابیة فی حقه یعنی معلوم ہوا کہ آپ اکیلے علم کے دروازے نہیں ہیں۔

ساتواں جوتا: اللهم الا ان یختص بباب القضاء یعنی اے میرے اللہ اس کے سواء کوئی چارہ نہیں کہ آپ والا دروازہ صرف قضاء سے تعلق رکھتا ہو۔

آٹھواں جوتا: ومما یدل علی جزالة علمه الخ یعنی یہ دلائل آپ کے علم کی کثرت سے تعلق رکھتے ہیں (نہ کہ اکثریت یا اعلمیت سے)۔

نواں جوتا: لعل الشیعة تتمسک بهذا التمثیل یعنی شاید شیعہ اس تمثیل سے استدلال کریں۔

دسواں جوتا: لیس دار الجنة باوسع من دار الحکمة ولها ثمانیة ابواب یعنی دار الجنت وسیع نہیں ہے دار الحکمت سے اور دار الجنت کے آٹھ دروازے ہیں (تو پھر دار الحکمت کے زیادہ دروازے کیوں نہ ہوں گے؟)۔

تلك عشرة کاملة اور ابھی مولا علی کے اسی (۸۰) جوتے باقی ہیں۔ فداہ ابی

وامی ولعنة اللّٰه علیٰ من ابغضه لعنة اللّٰه علیٰ من غال فی حبه وانتحل حب اهل البیت مع کونه رافضیاً خبیثاً

قرآن وسنت اور علمائے امت کے ناقابلِ تردید دلائل کے علاوہ ہم نے خائن صاحب کا اپنا اعتراف بھی دکھادیا ہے۔ ابھی بھی دماغ ٹھکانے پر نہ آیا ہو تو چلیے ہم آپ کو آپ کے اپنے استاد کی زبانی سمجھائے دیتے ہیں جن کو آپ نے اپنے ماہنامے کی دوسری قسط کے صفحہ نمبر ۵۰ پر استاد العلماء بھی لکھا ہے اور مدظلہ العالی بھی لکھا ہے۔ اگر جرأت ہے تو ابھی اٹھو اور کھڑ کاؤ شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف صاحب سیالوی کو ٹیلی فون اور پوچھ لو ان سے کہ تمام صحابہ کرام علم کے شاہد دروازے ہیں یا چور دروازے۔ اور اگر اب بھی آپ کی مت ماری رہے تو بتاؤ ہمارا کیا قصور؟

رب رُتے ، مَت کھسے

اگر خائن صاحب پوچھیں کہ باب العلم ہونا اگر آپ ﷺ کا خاصہ نہیں تو سرکارِ اعظم حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت سے ذکر کیوں فرمایا ہے۔

تو اس کا ایک جواب پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ آپ کی تعظیم اور کثرتِ علم اور جزالت علم کی طرف اشارہ ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کثیر العلم ہیں۔ لیکن یہ کثرت بعض صحابہ کرام کے اعتبار سے ہے نہ کہ تمام کے اعتبار سے۔

جیسا کہ حضرت علی قاری علیہ الرحمہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اسے یوں بیان فرمایا ہے والمعنی علی باب من ابوابها لکن التخصیص یفید نوعا من التعظیم و هو کذلک لانه بالنسبة الی بعض الصحابة اعظمهم و اعلمهم فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ آپ علم کے دروازں سے ایک دروازہ ہیں لیکن خصوصیت سے آپ کے باب العلم ہونے کا ذکر فرمانا اس میں آپ کی نوع تعظیم ہے اور واقعی آپ ایسے ہی ہیں لیکن آپ کا اعلم واعظم ہونا یہ بعض صحابہ کرام کے اعتبار سے ہے نہ کہ جمیع صحابہ کرام کے اعتبار سے۔ و مما یدل علی ان جمیع الاصحاب بمنزلة الابواب قوله صلی اللّٰه علیه وسلم اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم ۔ مع الایماء الی اختلاف مراتب انوارها فی الاهتداً۔ جو

دلائل تمام صحابہ کرام کے ابواب العلم ہونے پر دلالت کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ دلیل ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ لیکن اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اہتدا میں ان کے مراتبِ انوار مختلف ہیں۔

اس طرزِ تحریر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ صرف یہ ایک ہی دلیل نہیں بلکہ اس پر کثرت سے دلائل موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تابعین رضی اللہ عنہم نے علوم شرعیہ کی کئی اقسام مثلاً علم تفسیر علم قرأۃ علم حدیث علم فقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے حاصل کیں۔ تو اس سے پتہ چلا علم کا دروازہ ہونا آپ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

علی قاری علیہ الرحمۃ نے ایک جہت سے آپ کی خصوصیت کو تسلیم کیا لیکن ساتھ اس کے ضعف کی طرف بھی اشارہ فرمایا۔ فرماتے ہیں۔

اللھم الا ان یختص بباب القضاء ۔اے میرے اللہ اسکے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ یہ خصوصیت بابِ قضا میں ہو۔ کیونکہ آپ کے متعلق وارد ہے کہ انہ اقضاکم کہ حضرت علی تم میں سب سے بڑے قاضی ہیں۔ اور یہ خصوصیت ایک گونہ ہوئی جیسا کہ دوسرے صحابہ کرام کے بارے میں جزوی فضیلتوں کا ذکر فرماتے ہوئے سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ابی اقرأکم حضرت ابی تم میں سب سے بڑے قاری ہیں۔ یا حضرت زید کے بارے میں فرمایا انہ افرضکم کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ علم فرائض میں تم سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا انہ اعلمکم باالحلال و الحرام حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تم میں حلال وحرام کے سب سے زیادہ جاننے والے ہیں (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵)۔

تو اسکا مطلب واضح ہے کہ یہ جزوی فضیلتیں ہیں ان سے کلی طور پر جب ان حضرات کی تمام صحابہ کرام پر خصوصاً خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی جسکا آپکو بھی اقرار ہے تو اقضی ہونے کے اعتبار سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر کیسے ثابت ہوسکتی ہے؟

آپ کو بیماری یہ ہے کہ آپ اہل سنت کو مولا علی کی جزالتِ علم اور کثرت علم کا منکر سمجھ بیٹھے ہیں، خود تقیہ باز ہو کر بھی دوسروں کی نیت میں شک کرنا روافض کا پرانا شعار ہے۔

دوسری بیماری یہ ہے کہ کثرت وجزالتِ علم سے مراد آپ اعلم ہونا لے لیتے ہیں۔

افسوس صد افسوس کہ حب رافضیت نے ان مصلحین قوم کو کسی طرف کا نہ چھوڑا۔
آپ اگر رافضی ہیں تو صاف اعلان کریں کہ بھائی ہم تو رافضی ہیں اور اگر سنی ہیں تو ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوات الشیطان انه لکم عدو مبین ۔ کیا یہ دروں اور یہ بروں کی کیفیت طاری ہے؟ لا الی هؤلاء ولا الی هؤلاء کی وعیدیں ایسے ہی مصلحین کو نصیحت کے لیے آئی ہیں۔ اے میرے اللہ اپنے پیاروں کے صدقے ہمیں منافقین اور ان کے شر سے محفوظ فرما۔ آمین۔

خائن صاحب نے حدیث اصحابی کالنجوم کو موضوع قرار دیا ہے۔ لیکن خائن صاحب فرمائیں کہ اس حدیث سے استدلال حضرت ملا علی قاری نے فرمایا ہے تو پھر اس میں صاحب ضربِ حیدری کا کیا قصور؟ آپ نے جو کچھ کہنا ہے ملا علی قاری سے کہیے۔ ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ ملا علی قاری نے اس حدیث پر کیوں اعتماد کیا ہے۔ اس اعتماد کی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث مفہوماً درست ہے۔ اس کی تائید قرآنی آیت صراط الذین انعمت علیهم ، بمثل ما آمنتم، حدیث ما انا علیه واصحابی، قولِ ابن مسعود من کان مستناً، علماء کا فرمانا الصحابة کلهم عدول وغیرہ سے ہو رہی ہے۔

اعلمیتِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر خائن قادری کے دلائل اور انکا جواب

اس موضوع پر خائن قادری نے پانچ احادیث نقل کی ہیں۔ ہم مکمل دیانت داری کیساتھ ان میں سے ایک ایک حدیث نقل کرتے ہیں اور پھر اسکا صحیح مفہوم بیان کرتے ہیں۔

خائن قادری کی پہلی دلیل:۔ حضور ﷺ نے سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء کو تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا: اما ترضین ان زوجک اقدمهم سلما و اکثرهم علما و اعظمهم حلما اخرجه احمد (ابن عساکر، مسند احمد)۔

اقول:۔ اس حدیث کے اندر ہی آپ کے استدلال کا رد موجود ہے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ رافضیوں کی ہر دلیل کا جواب اسی دلیل کے اندر یا آگے پیچھے موجود ہوتا ہے۔ اس حدیث میں اقدم فی

السلم یعنی سب سے پہلا مسلمان ہونا آپ کو دعوتِ فکر دے رہا ہے۔ آپ ﷺ کا پہلا مسلمان ہونا صرف بچوں کے لحاظ سے ہے ورنہ مردوں میں سب سے پہلے صدیق اکبر اور خواتین میں سب سے پہلے ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایمان لائے تھے۔ جس طرح مولا علی ﷺ کا پہلا مسلمان ہونا اضافی ہے بالکل اسی طرح علم میں زیادہ ہونا بھی اکثر صحابہ کے لحاظ سے اضافی ہے یا پھر علم قضاء کے اعتبار سے ہے۔

ضربِ حیدری میں بخاری کی امامت والی حدیث سے اعلمیتِ صدیق پر استدلال کیا گیا تھا اور یہ استدلال ضربِ حیدری کے مصنف نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ امام بخاری، ابوالحسن اشعری اور ابنِ کثیر کا باقاعدہ حوالہ دے کر ان کے قلم سے پیش کیا تھا۔ تو آپ سوئے ایران میں صرف ضربِ حیدری کا حوالہ دے کر یہ باور کرا رہے ہیں کہ یہ استدلال سراسر صاحبِ ضربِ حیدری نے اپنے پاس سے کیا ہے۔ ضربِ حیدری میں امام بخاری، امام اشعری اور ابن کثیر کا حوالہ موجود تھا۔ آپ ان بزرگوں پر کیوں نہیں برسے اور صاحبِ ضربِ حیدری کو کمزور سمجھ کر اپنی زبان درازی کا رخ ادھر کیوں کر دیا؟ جواب درکار ہے۔

اسکے علاوہ ضربِ حیدری میں کان ابو بکر اعلمنا کے الفاظ بخاری سے پیش کیے گئے تھے۔ اسی بخاری سے صدیق اکبر کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف پر قد خلت من قبلہ الرسل پڑھنا اور تمام صحابہ کو حیران کر دینا بیان ہوا تھا۔ مرتدین کے خلاف قتال کا قصہ بھی بخاری میں موجود ہے اور اس سے بھی اعلمیت پر استدلال صاحب ضربِ حیدری نے اپنے پاس سے نہیں کیا بلکہ علامہ سیوطی اور نووی وغیرہ کے حوالے سے کیا ہے۔ آپ نے اصل استدلال سے آنکھیں کیوں چرائیں؟ امام نووی اور سیوطی کو خارجیت سے مرعوب کیوں نہ کہا اور صاحب ضربِ حیدری کو کمزور سمجھ کر اس پر کیوں برسے؟

آپ کی پیش کردہ حدیث کا مطلب سمجھنے کے لیے ہم کیوں نہ ان حضرات کی طرف رجوع کریں جن کا علم امت میں مسلم ہے اور امت کے علماء ان کی آرا کو حجت کا درجہ دیتے ہیں۔ تو وہ ہیں حضرت علی قاری مرقاۃ میں یہی حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ سب

روایات آپ کی جزالت وکثرتِ علم کی دلیلیں ہیں نہ کہ سب صحابہ کرام سے اعلم ہونے کی۔ عبارۃ یہ ہے آپ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

و مما یدل علی جزالت علمہ ما فی الریاض الخ (مرقاۃ جلد۱۱ صفحہ ۳۴۵)۔اب آپ کی مرضی کہ اس روایت کوآپ کی اعلیت کی دلیلیں قرار دیں اور علمی دنیا میں مسلم حضرات کا فیصلہ ٹھکرادیں یا اس پر ایمان لے آئیں۔ ہاں اگر اعلمیت بعض صحابہ کرام کے اعتبار سے ہوتو مسلم ہے اور یہی محدثین کرام نے بیان فرمایا ہے۔

خائن قادری کی دوسری دلیل:۔ حضور پاک ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔ اقضیٰ امتی علی (مصباح السنۃ، الریاض النضرۃ، ابن عساکر)۔اقضیٰ ہونے کیلئے اعلم ہونا ضروری ہے۔امام ابو علی کرابیسی اور امام قرانی مالکی نے یہی لکھا ہے۔

اقول:۔ اقضاھم علی کے الفاظ ابن ماجہ میں بھی موجود ہیں۔آپ کی چوری اور خیانت یہ ہے کہ آپ نے ابن ماجہ کا حوالہ کیوں نہیں دیا؟ جوآپ کی پیش کردہ کتابوں سے بلند پایہ کتاب ہے۔اصل بات یہ ہے کہ پھر پوری صورتِ حال واضح ہوتی تھی۔ابنِ ماجہ کی اصل اور مکمل حدیث اس طرح ہے۔

ارحم امتی بامتی ابو بکر و اشدھم فی دین اللہ عمر و اصدقھم حیاء عثمان ، اقضاھم علی ابن ابی طالب واقرأھم لکتاب اللہ ابی بن کعب و اعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ، و افرضھم زید بن ثابت الا و ان لکل امۃ امینا و امین ھذہ الامۃ ابو عبیدۃ الجراح (ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۴)۔

اول تو ہر قاری بڑے آرام سے سمجھ سکتا ہے کہ اصل حدیث نقل کرنے میں خائن صاحب نے خیانت کس وجہ سے فرمائی۔ہم نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ رافضیوں کی ہر بات کا جواب ان کی دلیل کے اندر ہی موجود ہوتا ہے۔

خائن صاحب فرمائیں۔ایک ہی حدیث میں مختلف صحابہ کے فضائل بیان ہوئے ہیں کہ نہیں؟ اگر اقضیٰ ہونا مولائے مرتضیٰ کا خاصہ ہے تو اعلم بالحلال والحرام ہونا اور اقرأ ہونا

دوسرے صحابہ کے فضائل ہوں گے کہ نہیں؟ خائن قادری میں عقل اتنی ہے کہ بات کو پھر نہیں سمجھے گا۔ ہمارے الفاظ پر غور کرو۔ ہم نے یہ باتیں ان صحابہ کے فضائل میں شمار کی ہیں نہ کہ اعلمیت میں اور ان صحابہ کے ان فضائل کے ہوتے ہوئے مولائے مرتضیٰؓ کے باب العلم ہونے کا اختصاص باقی نہیں رہتا۔

ضربِ حیدری میں جو دلیل عدمِ اختصاص پر دی گئی ہے۔ خائن صاحب نے اس سے مطلقاً اعلمیت کی نفی سمجھ لی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اقضیٰ ہونے سے اعلم ہونا لازم نہیں آتا۔ آپ نے جن دو علماء کے حوالے دیے ہیں ان کی عبارات میں اس بات کی تصریح ہرگز موجود نہیں ہے کہ اقضیٰ ہونا اعلمیت کو مستلزم ہے۔ اہلِ علم قارئین سے درخواست ہے کہ ان عبارات کو بے شک بار بار پڑھ لیں۔ خائن صاحب کی مطلب براری ان سے نہیں ہوتی۔ بلکہ الٹا اس بات کی سمجھ آتی ہے کہ وہ اقضیٰ سے اعلم مراد نہیں لے رہے۔

چنانچہ ماہنامہ سوئے ایران پہلی قسط صفحہ ۴۳ آخری دو سطریں پڑھیے۔ یہ الفاظ خائن قادری کے اپنے ہیں نہ کہ علامہ ابو علی کرابیسی کے۔

اسی طرح صفحہ ۴۵ کی آخری دو سطریں دیکھیے۔ علامہ قرافی مالکی کے حوالے سے لکھا ہے اقضاکم علی اور اعلم بالحلال والحرام معاذ بن جبل میں کوئی تعارض نہیں ہے اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ قضا کا اعتماد عقلی دلائل کے غلبہ پر ہوتا ہے اور فتویٰ کا اعتماد نقلی دلائل پر ہوتا ہے۔

اس عبارت نے تو واضح کر دیا کہ معاملہ فہمی کا غلبہ اقضیٰ بناتا ہے اور نقلی دلائل کا غلبہ اقضیٰ نہیں بناتا اعلم بالحلال والحرام بناتا ہے کم عقل اور بدنیت مفتی کے لیے ہم یہاں بھی وضاحت کرتے جائیں کہ یہاں ہم جس طرح حضرت معاذ بن جبل سے علم قضیٰ کی نفی نہیں کر رہے اسی طرح سیدنا علی شیرِ خداؓ سے علم الحلال والحرام کی نفی بھی نہیں کر رہے بلکہ یہاں بات صرف اقضیٰ ہونے پر چل رہی ہے۔

یہ تو تھا خائن صاحب کی اپنی پیش کردہ دو عبارتوں کا حال۔ اب ہم خود بھی علماء کی اس

حدیث پر شروح پیش کرتے ہیں جنہیں خائن صاحب نے از راہِ خیانت چھپایا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قوله اقضاكم علی لایقتضی انه اقضی من ابی بکر و عمر لانه لم یثبت کونهما من المخاطبین و ان ثبت فلا یلزم من کون واحد اقضی من جماعة کونه اقضی من کل واحد یعنی لاحتمال التساوی مع بعضهم ولا یلزم من کون واحد اقضی ان یکون اعلم من غیره یعنی حدیثِ پاک اقضاکم علی کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ آپ ابو بکر و عمر سے بڑے قاضی ہوں، اس لیے کہ ان دونوں کا مخاطبین میں شامل ہونا ثابت نہیں ہے، اور اگر ثابت ہو بھی جائے تو کسی کے جماعت سے اقضی ہونے سے اس جماعت کے ہر ہر فرد سے اقضی ہونا لازم نہیں آتا، یعنی ان میں سے بعض کے ساتھ برابری کا احتمال موجود ہے، اور کسی کے سب سے بڑا قاضی ہونے سے اس کا دوسروں کی نسبت بڑا عالم ہونا لازم نہیں آتا (فتاویٰ نووی، مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۱)۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: معناه اعلم باحکام الخصومة المحتاجة الی القضاء یعنی حدیث کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ جھگڑوں کے احکام زیادہ جانتے تھے جن کا جاننا فیصلہ کرنے کے لیے ضروری ہوتا ہے (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۱)۔

خائن صاحب بتاؤ یہ امام نووی اور ملا علی قاری کون تھے؟ کیا یہ خارجی اور ناصبی تھے یا اہلِ سنت؟ ان کا دستِ شفقت ضربِ حیدری کے سر پر ہے یا تمہارے سر پر اور تم ان کو خارجی ناصبی کہہ کر خود بد بخت رافضی ہوئے کہ نہیں؟ اگر اپنے پاس جواب نہیں ہے تو اپنے روحانی باپ طاہر القادری سے پوچھ کر بتا دینا؟

چلو ہم تمہیں ایک نئی جہت سے سمجھاتے ہیں۔ علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک قاضی بننے کے لیے حلال اور حرام کا علم اور باقی احکامِ شرعیہ کا علم ضروری نہیں اور مجتہد ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ یہ محض مستحبات ہیں (خلاصہ شرح صحیح مسلم جلد ۵ صفحہ ۵۷ عنوان اہلیتِ قضا کی شرائط)۔ شرح صحیح مسلم کی اس جلد پر جناب خائن قادری صاحب نے تقریظ بھی لکھی ہے۔ اب بتائیے آپ نے یہ تقریظ پڑھ کر لکھی تھی یا بغیر پڑھے لکھ دی تھی، ویسے تو آپ

لوگوں پر اس بات کا الزام دیتے ہیں۔

اس بات پر بھی غور فرمائیے کہ رسولِ اعظم ﷺ کی خدمت میں سیدنا علی المرتضیٰ ؓ نے کس بات کی شکایت کی تھی جس کے جواب میں آپ نے انہیں فیصلہ کر سکنے کی دعا دی تھی؟ کیا مطلق علم کی کمی کی شکایت کی تھی یا علم بالقضاء میں کمی کی اور تشکیک کی شکایت کی تھی؟ اللھم ثبت لسانه واھد قلبه فما شککت فی القضاء (مستدرک ۳/۳۴۶)۔

خائن قادری کی تیسری دلیل :۔ حضرت ابن مسعود ؓ سے مروی ہے: ہم نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ سیدنا علی ؓ کے بارے میں سوال کیا گیا حضور ﷺ نے فرمایا حکمت دس حصوں میں تقسیم کی گئی تو نو حصے حضرت علی ؓ کو دیے گئے اور ایک حصہ لوگوں کو (حلیۃ الاولیاء)۔ اس حدیث میں آپ کرم اللہ وجہہ کے باطنی علم کے اعتبار سے اعلم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم علی بن ابو طالب ؓ کو نو دہائیاں (نوے فیصد) علم عطا کیا گیا اور باقی دسویں میں بھی وہ تمہارے شریک ہیں۔

اقول :۔ ابن مسعود ؓ والی حدیث موضوع ہے۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یہ حدیث موضوع ہے اور سفیان ثوری کے ذمہ گھڑ کر لگائی گئی ہے، اللہ تعالیٰ رسواء کرے اس شخص کو جس نے اسے گھڑا ہے اور بہتان باندھا ہے اور اسے تراشا ہے قبح اللہ واضعه و من افتراہ واختلقه (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۳۴۷)۔ ابن جوزی نے اسے العلل المتناہیہ میں بیان کیا ہے (العلل المتناہیہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۹)۔

سیدنا ابنِ عباس ؓ کا جو قول آپ نے نقل کیا ہے اس کا جواب ضربِ حیدری میں ایک اہم دخل مقدر کے رد کی صورت میں پہلے ہی موجود ہے۔ مزید غور کیجیے تو قارئین کو ضربِ حیدری کی معنی خیزی کا اعتراف ہوگا۔ حضرت ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ عمر کے جانے سے دس میں سے نو حصے علم رخصت ہو گیا ہے اور عمر کے پاس ایک لمحہ بیٹھ لینا میرے لیے ایک سال کی عبادت سے زیادہ قیمتی تھا (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴)۔ جس طرح ابنِ مسعود کے الفاظ فاروقِ اعظم کے بارے میں ہیں اسی طرح ابنِ عباس کے الفاظ مولا علی کے بارے میں ہیں۔ اب ایمان

سلامت ہے تو بتاؤ دونوں آثار میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟ اے جاہل مفتی سن: یہ دونوں صحابی ان دونوں اللہ کے پیاروں کے اپنے دور کے اعتبار سے بات کر رہے ہیں۔ ابنِ مسعود کا قول فاروقِ اعظم کو صدیق اکبر سے اعلم نہیں بناتا بلکہ صدیق اکبر کے علاوہ باقی صحابہ سے اعلم ثابت کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح ابن عباس کا قول علی المرتضیٰ کو شیخین سے اعلم نہیں بناتا بلکہ شیخین کے علاوہ یا خلفائے ثلاثہ کے علاوہ دیگر صحابہ پر اعلم ثابت کرتا ہے۔ رضی اللہ عنہم

اسی طرح کا ایک اور قول ضرب حیدری میں مستدرک کے حوالے سے موجود ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں تمام لوگوں کا علم ہو اور دوسرے پلڑے میں عمر کا علم ہو تو عمر کا پلڑا بھاری ہے (مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۳۰۱، ضرب حیدری صفحہ ۱۱۰ طبع اول)۔ یہ حدیث صحیح ہے اور ذہبی نے اس کی تصدیق کی ہے۔

ابنِ مسعود والی اس حدیث کا بھی یہی مطلب ہے کہ فاروقِ اعظم، صدیق اکبر کے علاوہ سب سے اعلم ہیں۔ اور جاہل مفتی خائن نے اس حدیث کے نقل کرنے پر صاحبِ ضربِ حیدری کو فاروقی علم کو صدیقی علم سے بڑھا دینے کا الزام دیا۔ حالانکہ ضرب حیدری میں یہ حدیث فاروقِ اعظم کی کسی ایک صحابی پر بھی اعلمیت ثابت کرنے کی غرض سے نہیں لکھی گئی تھی بلکہ فاروقِ اعظم کے باب العلم ہونے کا اثبات کرنے کی غرض سے لکھی گئی تھی مگر نیتِ بد نے اور دیانت سے دوری نے کچھ اور ہی مفہوم پہنا دیا۔ یہ مفتی اتنا جاہل ہے کہ ہو سکتا ہے اسے ہماری اوپر کی دو سطروں میں ہی تضاد نظر آنے لگے۔

(۱)۔ فاروقِ اعظم صدیق اکبر کے علاوہ سب سے اعلم ہیں۔

(۲)۔ یہ حدیث ہم نے اعلمیت ثابت کرنے کی غرض سے نہیں لکھی۔

خائن قادری کی چوتھی دلیل:۔ ایک اور حدیث شریف ملاحظہ ہو: خدا کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کا بھائی، آپ کا ولی اور وارث ہوں اور آپ کا چچازاد ہوں تو پھر آپ ﷺ کا حقدار مجھ سے زیادہ کون ہے؟ (السنن الکبریٰ ۷/۴۳۱، مستدرک ۴/۹۶)۔

دوسری حدیث میں ہے کہ علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں (ترمذی)۔

تیسری حدیث میں ہے کہ اے ابوالحسن ﷺ تم کو علم مبارک ہو تم علم سے خوب سیراب ہوئے اور اسے خوب لوٹا (ابن عساکر)۔

اقول:۔ آپ نے پہلی حدیث آدھی نقل کی ہے۔ اسکے شروع میں یہ الفاظ تھے: **کان علی یقول فی حیاۃ رسول اللہ ﷺ ان اللہ یقول : افأن مات او قتل لانقلبتم علی اعقابکم واللہ لا ننقلب علی اعقابنا بعد اذ ھدانا اللہ واللہ لئن مات او قتل لاقاتلن علی ما قاتل علیه حتی اموت واللہ انی لاخوہ** الخ یعنی سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (اگر آپ وفات پا جائیں یا شہید کردیے جائیں تو کیا تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟) اللہ کی قسم ہم اللہ کی طرف سے ہدایت ملنے کے بعد الٹے پاؤں نہیں پھریں گے بلکہ اگر آپ وصال فرما جائیں یا شہید کردیے جائیں تو میں اس کی خاطر جنگ کروں گا جس کی خاطر آپ نے جنگ فرمائی حتی کہ میں شہید ہو جاؤں گا اللہ کی قسم میں آپ کا بھائی ہوں۔

پوری حدیث پڑھنے سے بات کھل کر سامنے آ گئی کہ ہمارے آقا علی المرتضیٰ ﷺ عدم انقلاب اور دین کی خاطر قتال کی بات فرما رہے ہیں **لاقاتلن علی ما قاتل علیه** نہ کہ علمی وراثت کی۔ اب پڑھو لَعْنَةُ اللهِ عَلیٰ مَنْ خَانَ مُحَمَّدًا ﷺ۔

ہم خائن صاحب سے ایک واجبی سوال پوچھتے ہیں کیا آج تک کسی عالم دین نے اس مذکورہ حدیث سے مولا علی کی اعلمیت پر استدلال کیا ہے؟

خائن قادری کی آخری دلیل:۔ حضور ﷺ نے فرمایا علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے (صواعق محرقہ، مستدرک جلد ۴ صفحہ ۹۳)۔

علی ﷺ حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے (مجمع الزوائد)۔ نواب صدیق حسن لکھتے ہیں اس حدیث میں حضرت علی ﷺ کی فضیلت ہے اور اس سے بڑھ کر کون سی فضیلت ہو گی کہ حق اور قرآن اس کے ساتھ ہیں۔

اقول:۔ جہالت کی حد ہو گئی اور اگر سوئے ایران کے قاریوں کا بھی یہی حال ہے اور وہ اس

حماقت کو نہیں سمجھے تو انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خدا کے بندے قرآن کی معیت سے محض علم و حقانیت ثابت ہوئی نہ کہ اعلمیت۔ کیا اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ قرآن علی کیساتھ اور اسکے علاوہ کسی کے ساتھ نہیں؟ جو صحابہ قرآن کو جمع کر رہے ہیں (بخاری) اور جو دوسروں کو پڑھا رہے ہیں (بخاری)۔ ان کی تفسیر پر نبی کریم ﷺ راضی ہیں (مستدرک)۔ بلکہ عمر فاروق کی مرضی کے مطابق قرآن نازل ہوتا رہا (بخاری، مسلم)۔ کیا یہ سب لوگ قرآن سے جدا تھے؟

خدا جب عقل لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

یہ روافض کا شعار بن چکا ہے کہ احادیث میں مفہوم مخالف لے کر اپنا ایمان تباہ کر لیا ہے۔ یہی معاملہ اس حدیث پاک کا بھی ہے کہ حق علی کے ساتھ اور علی حق کے ساتھ۔ ارے ظالم یہاں تجھے فاروقِ اعظم کی شان میں یہ حدیث نظر نہیں آئی کہ ان کی زبان اور قلب پر حق جاری ہے ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبہ (ترمذی)۔ باطل اس کے قریب کیا آتا اسے دیکھ کر شیطان بھاگ جاتا ہے (بخاری مسلم)۔ وہ اس امت کا محدث ہے (بخاری، مسلم)۔ جس کی زبان پر فرشتے بولتے ہیں (طبرانی اوسط)۔ جس کی آنکھوں کے درمیان فرشتہ اس کو سیدھا چلاتا ہے (طبرانی کبیر)۔

اب تم جاہل اتنے ہو کہ ہمارے ان دلائل سے تم اعلمیتِ فاروقِ اعظم سمجھ بیٹھو گے۔ حالانکہ ہم صرف قرآن کی معیت اور حق کی معیت کی بات کر رہے ہیں۔ ضربِ حیدری کے ساتھ تم یہی معاملہ کرتے رہے ہو۔

جہاں تک نواب صدیق حسن خان کی بات کا تعلق ہے تو وہ سیدنا علی کریم ﷺ کی عظیم فضیلت ثابت کر رہے ہیں اور آپ ﷺ کے فضائل سے کس بد بخت کو انکار ہوگا؟ خائن صاحب کے سر پر عجیب بد نصیبی سوار ہے کہ جھٹ سے دوسروں کو فضائلِ علی کا منکر سمجھنے لگتے ہیں۔ ان کی دوسری بد نصیبی یہ ہے کہ فضیلت کو وہاں بیان کرتے ہیں جہاں افضلیت کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ یہ بھی سن لیجیے کہ آپ حسبِ سابق ایک غیر مجلد کی گود میں جا کر بیٹھے ہیں۔ گویا پوری امت آپ کا ساتھ نہیں دے رہی اگر حوالہ دیا ہے تو ایک غیر مقلد کا اور وہ حوالہ بھی ایسا جو ہمیں مضر نہیں۔

تیسری قسط میں آنجناب نے ایک حدیث فردوس الاخبار کے حوالے سے نقل کی ہے کہ :اعلم امتی بعدی علی ابن ابی طالب ۔اوراس حدیث کی روشنی میں آپ ﷺ کی اعلمیت کواپنی دانست میں پایہ ثبوت کو پہنچادیا ہے۔

بخاری اور مسلم کے مقابلہ پرفردوس سے حدیث لاناایک الگ بات ۔مگرفردوس کی یہ حدیث بھی موضوع ہے، بلکہ اس کی سندتک موجودنہیں اورصاحب فردوس نے بھی بغیرسند کے نقل کی ہے۔ملاحظہ ہوفردوس حدیث نمبر: ۱۴۹۴۔

اعلمیتِ صدیق اکبرپرعلمائے اہلِ سنت کے دلائل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وسیجنبھا الاتقیٰ اسکے تحت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ صدیق اکبر ﷺ اعرف باللہ ہیں (الزلال الانقیٰ صفحہ ۶۵ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸)۔

سیدنا ابوسعید خدری ﷺ فرماتے ہیں: کان ابو بکر اعلمنا یعنی ابوبکرہم سب سے زیادہ علم والے تھے (بخاری حدیث نمبر ۴۶۷)۔اس حدیث میں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے مطلق اعلم ہونا بھی مرادلیا ہے اور مزاجِ محبوب ﷺ کا اعلم ہونا بھی مرادلیا ہے اور دونوں باتیں روافض کے لیے مصیبت ہیں۔ مطلق اعلم ہونا بھی عظیم بات ہے مگر مزاجِ نبی ﷺ سے آگاہ ہونا اس سے بھی بڑی بات ہے۔

امامت والی حدیث (بخاری حدیث نمبر ۶۷۸) کے تحت علماء نے صدیق اکبرکواعلم لکھا ہے (ابوالحسن اشعری، ابن کثیرالبدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۵۷، عمدۃ القاری جلد ۵ صفحہ ۲۰۵)۔

اسکے علاوہ علماء نے اعلمیتِ صدیق پرانکے وصالِ محبوب پردیے گئے خطبے (بخاری)، مرتدین کے خلاف قتال (بخاری)، حضور ﷺ کے دور میں فتویٰ دینے، حضور ﷺ کے وصال کے موقع پروہ حدیثیں سامنے لاناجوکسی صحابی کے پاس نہ تھیں، خوابوں کی تعبیر میں اعلم ہونااور علم الانساب میں اعلم ہوناوغیرہ سے استدلال کیا ہے۔یہ استدلال نہ فضل رسول کا ذاتی ہے نہ غلام رسول قاسمی کے گھر کا ہے بلکہ اس کی تفصیل کتب میں دیکھی جاسکتی ہے مثلاً (تاریخ الخلفاء، صواعق محرقہ، تہذیب الاسماءللنووی)۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ابوبکر صدیق ﷺ کی شہرت خلافت میں ہے مگر آپ کی اصل فضیلت وہ راز ہے جوان کے سینے میں سجادیا گیا تھا۔ اور عمر ﷺ کی شہرت سیاست میں ہے مگر انکی اصل فضیلت وہ علم ہے جسکے دس میں سے نو حصے انکی وفات کے ساتھ فوت ہو گئے اور ان کا اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنے کا قصد فرمانا، انکی ولایت، ان کا عدل اوران کی شفقت علی الخلق، اور یہ ایک امر باطن ہے جو عمر کا راز تھا وھو امر باطن فی سرہ (احیاء العلوم صفحہ ۳۵)۔

اب ہم شیخ المنہاج کے پسندیدہ عالم ابن تیمیہ سے بھی تائید کروائے دیتے ہیں، گویا یہ مسلمات خصم سے ہے۔ لکھتے ہیں: حضرت علی کی نسبت ابوبکر وعمر کتاب وسنت کا زیادہ علم رکھتے تھے بل ھما کانا اعلم بالکتاب و السنة منه (منہاج السنة جلد ۳ صفحہ ۲۷۰)۔

اگر یہ تمام احادیث وآثار غلط ہیں اوران سے استدلال کرنیوالی امت غلط ہے تو پھر تمہیں تمہاری رافضیت مبارک اور ہمارا یہ اعلان پروان کہ الا لعنة الله علی من خان محمدا ﷺ۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: سیدنا صدیق اکبر ﷺ تمام صحابہ کرام میں افضل واعلم تھے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے امامت کے لیے ان کا انتخاب کیا (فیوض الباری جلد ۲ صفحہ ۳۱۵)۔

علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق تمام صحابہ میں سب سے زیادہ اعلم اور افضل تھے (نعمۃ الباری جلد ۲ صفحہ ۵۵۵)۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے پوری فصل قائم کی ہے کہ: فصل فی انه اعلم الصحابة و اذکاھم یعنی فصل اس بارے میں کہ ابوبکر تمام صحابہ سے علم والے اور سب سے افضل ہیں (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۴)۔ اس عنوان کے تحت امام سیوطی نے دلائل کے دریا بہادیے ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ھو اعلم الصحابة علی الاطلاق یعنی ابوبکر صدیق علی الاطلاق تمام صحابہ سے زیادہ علم رکھتے ہیں (صواعق محرقہ صفحہ ۳۳)۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اگر کوئی شخصیت باب مدینۃ العلم ہو تو اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ وہی صاحب ریاست عامہ بلافصل ہو، اس کا زیادہ

سے زیادہ مطلب یہی ہے کہ اس میں امامت کی شرائط میں سے ایک شرط بوجہِ اتم متحقق ہے، ایک شرط کے پائے جانے سے مشروط کا پایا جانا ضروری نہیں ہوتا، باوجوداس کے کہ وہی شرط یا اس سے بھی بڑھ کر وہ شرط دوسرے لوگوں میں بھی پائی جارہی ہو جو دوسری روایات سے ثابت ہو با وصف آں کہ آں شرط یا زیادہ از آں شرط در دیگراں ہم بروایتِ دیگراں ثابت شدہ باشد (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۱۲ سہیل اکیڈمی لاہور)۔

امام اہلِ سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں : احادیث و آثار سے ثابت کہ جنابِ شیخین رضی اللہ عنہما کے برابر صحابہ میں کسی کو علم نہ تھا بلکہ اعلمیتِ صدیق تو قرآنِ عزیز سے ثابت (مطلع القمرین صفحہ ۱۰۸ قلمی)۔

بول او ئے رافضی! یہ سب لوگ کون تھے؟ ان سب کے اوپر تمہارا کیا فتویٰ ہے؟ یا تو تمہیں انکے بارے میں بھی وہی لفظ بکنا پڑیں گے جو صاحبِ ضربِ حیدری کے حق میں بولے ہیں، یا پھر صاحبِ ضربِ حیدری کے حق میں جو کچھ الاپا ہے اس سے توبہ کرنی پڑے گی۔

سوئے ایران کا عقیدہ رافضیوں والا ہے

اب فقیر نے یہ چوری پکڑنی ہے کہ علم الاسرار کے اعتبار سے باب العلم ہونا آپ ہی کا خاصہ ہے لہذا بلاتفریق کسی بھی امتی کو علم الاسرار اس دروازے کے علاوہ حاصل نہیں ہوسکتا تو کیا یہ عقیدہ مسلمانوں (یعنی اہل سنت) کا ہے یا رافضیوں کا۔ ہاں تو یہ عقیدہ رافضیوں کا ہے مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ دلیل سنیے، شارح مشکوٰۃ امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لعل الشیعة تتمسک بهذا التمثیل ان اخذ العلم والحکمة منه مختص به لا یتجاوز الی غیره الا بواسطته ﷺ لان الدار انما یدخل من بابها

امام طیبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ شیعہ مدینۃ العلم اور باب العلم والی اس تمثیل سے دلیل پکڑیں کہ حضور ﷺ سے علم وحکمت حاصل کرنا یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے، آپ رضی اللہ عنہ کے واسطے کے علاوہ کسی کی طرف تجاوز نہ کرے گا کیونکہ دار میں دروازے ہی سے داخل ہوا جاسکتا ہے (شرح الطیبی علی مشکوٰۃ المصابیح جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۹، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵، ۳۴۶)۔

واہ رے مدعی سنیت! سوئے حجاز کے مضمون نگار کی بوکھلاہٹ یا رافضیانہ ہنر کاری کہ دعویٰ کیا سنیت کا اور تائید رافضیت کی۔ اب بتائیں کہ رافضی مذہب کی ترجمانی کرنے کے بعد جناب سنی رہے یا رافضی؟ کیونکہ حد فاصل تو یہی ہے کہ آدمی رافضیت کا ترجمان ہے یا اہل سنت کا آپ تو کہہ رہے تھے کہ ضرب حیدری اور خارجیت میں حدِ فاصل کھینچنا مشکل ہو گیا ہے، جبکہ آپ نے اہل سنت اور اپنے درمیان حدِ فاصل کھینچ کر خود کو خالص رافضی ثابت کر دیا ہے۔ بلکہ بقول طیبی رافضی تو شاید اس حدیث سے استدلال پکڑیں جبکہ تم رافضیوں سے بھی بڑھ گئے اور شاید کو یقیناً میں بدل دیا۔ اگر کوئی رافضیت کا ترجمان ہزار دعویٰ کرے کہ میں تو سنی ہوں کون بھولا ہے کہ اس کے دھوکے میں آئے۔ کیوں کہ آپ بھی اپنے شیخ کے اشاروں پہ چل رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ منہاجی تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ ساری ڈھن گندی اے۔ بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔

یہاں ہم ایک اہم سوال واجب الجواب اٹھانے کا حق رکھتے ہیں۔ ہم نے ثابت کر دیا کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان علم کے دروازے ہیں اور یہی سنی عقیدہ ہے۔ صحابہ کو علم کے دروازے نہ ماننے سے ہی صحابہ کو گالیوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ باب العلم کے اختصاص کا عقیدہ روافض کا عقیدہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا آپ بھی دکھا سکتے ہیں کہ کسی سنی عالم نے لکھا ہو کہ سیدنا علی المرتضیٰ کا یہ خاصہ نہ ماننے والا خارجی ناصبی ہے؟

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے   یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اے میرے رب کریم اپنی پناہ میں رکھ اور اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے دامن سے وابستہ رکھ۔ آمین!

ویسے اس رافضی استدلال کا جواب بھی امام نے بڑے خوبصورت انداز میں دیا اور رافضیوں اور تفضیلیوں کے منہ پر طمانچہ رسید فرمایا ہے، آپ بھی سنیں اور لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ ان بے باک اور بے حیاؤں کا منہ بند کرنے کی دلیل بھی حفظ فرمالیں۔ فرمایا:

ولا حجة لهم فيه اذ ليس دار الجنة باوسع من دار الحكمة ولها

ثمانیة ابواب سبحان اللہ کہ رافضیوں اور شیعوں کے لیے اس میں کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ دار الجنت دار الحکمت سے وسیع نہیں بلکہ چھوٹا ہے اور اسکے دروازے آٹھ ہیں تو جو دار جنت سے وسیع تر ہے کیا اس کا دروازہ ایک کیوں ہے؟ (شرح الطیبی جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۹، مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۶)۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ دار الحکمت سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے اور یہ دار الحکمت وسیع تر ہے دار الجنت سے۔ جنت کو اس سے کیا نسبت؟ تو جنت کے دروازے آٹھ ہیں تو دار الحکمت کے دروازے جنت کے دروازوں سے زیادہ ہونے چاہییں۔ اسی لیے اس دار الحکمت کے ہزاروں لاکھوں دروازے ہیں الحمد للہ۔

حضرت علامہ عبد العزیز پرہاروی علیہ الرحمہ نے بھی لکھا ہے کہ: یہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ طریقت کے علم میں تمام صحابہ سے اعلم تھے اور اسی لیے تمام سلسلے آپ تک پہنچتے ہیں **قول بعض المتشیعة غیر الفلاة ان علیا اعلم بعلم الطریقة** الخ (مرام الکلام صفحہ ۴۷)۔

ذرا بتاؤ کہ آپ لوگوں کے عقائد کو رافضیانہ عقائد کس نے کہا؟ طیبی اور ملا علی قاری اور علامہ پرہاروی نے نہ کہ صاحبِ ضربِ حیدری نے اپنی طرف سے۔ یہ بھی بتانا پڑے گا کہ دوسرے صحابہ کو علم کے دروازے ماننا بقول آپکے اگر دوسری انتہا ہے تو یہ انتہا کس نے کی ہے؟ شیخ محقق نے، ملا علی قاری نے، میر عبد الواحد نے، شرف قادری نے قرآن وسنت نے اور پوری امت نے بلکہ ایک وقت تھا کہ خود خائن قادری نے اشعۃ اللمعات کے ترجمے میں یہی انتہا بیان کی تھی۔ کیا قرآن وسنت اور مذکورہ بالا شخصیات بلکہ خود خائن صاحب مولا علی کے بارے میں انقباض کا شکار ہیں؟ صاحبِ ضربِ حیدری پر برسنے سے پہلے ان باتوں کا جواب دینا ہوگا ورنہ منہ پر لگے گی۔

سوئے ایران کی بدتمیزی اور گستاخی

شیخ محقق، ملا علی قاری اور دیگر علماء نے تمام صحابہ کو علم کے دروازے قرار دیا ہے مگر سوئے ایران نے ضربِ حیدری کی ضد میں آ کر یہاں تک لکھ دیا ہے کہ: شہرِ علم میں چور دروازے بتانے کی سعی نا مشکور سے باز آ جائیں (پہلی قسط صفحہ ۶۴)۔ تمام صحابہ کو چور دروازے کہنا صحابہ پر تبرا ہے اور خائن صاحب پر لازم ہے کہ اس بکواس سے توبہ کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی کے علم وفضل میں کوئی شک نہیں لیکن جہاں تک اعلمیت کا تعلق ہے۔سوئے ایران اس موضوع پر تحقیق کی حدتک امت سے اختلاف کرلیتا تو ہم تحقیق کا جواب محض تحقیق سے دیتے بات ختم۔لیکن سوئے ایران نے اعلمیت اور باب العلم ہونے کو مولا علی کا خاصہ قرار دیا اور اس کا انکار مولا علی کا بغض ٹھہرایا۔اگر یہی بغض کا معیار ہے تو پھر سن لو کہ اعلم الصحابہ ہونا صدیق اکبر کا خاصہ ہے اور اس خاصہ کا منکر آپ کے اپنے اصول کے مطابق یقیناً صدیق اکبر کا بغیض ہوگا۔خائن صاحب دوسروں کو بغیض کہتے کہتے خود صدیق اکبر کے دشمن نکلے اور چاند پر تھوکا منہ پر آیا۔

اہم بات یہ ہے کہ یہ مسلّم ہے کہ حضور ﷺ سید الانبیاء امام المرسلین افضل الاولین والآخرین ہیں اور آپ کی امت خیر الامم ہے۔یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے براہِ راست نقباء ونجباء یعنی صاحبِ اسرار تو بارہ ہوں اور سید الانبیاء علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا صاحبِ اسرار صرف ایک ہو باقی جس نے اسرار سیکھنے ہوں اس دروازے سے سیکھے۔اور یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ جس امت کے سر پر خیر الامم کا تاج رکھا گیا ہے اس امت کے سرتاج ﷺ کا براہِ راست صاحبِ اسرار صرف ایک اور باقی معاذ اللہ تمام کے تمام نااہل ٹھہریں اور عیسی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت سے بارہ اس قابل ہوں کہ انکو صاحبِ اسرار بنا دیا جائے۔یقیناً خیر الامم کے صاحبِ اسرار بہت زیادہ ہیں یا کم از کم بارہ تو ہونے چاہیں۔گویا خائن صاحب کی تحقیق سے اس امت کے خیر امۃ ہونے اور نبی معظم ﷺ کے خیر الانبیاء ہونے کا انکار لازم آتا ہے۔

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ۔هذا سنح لی فی هذا المقام من فیض القدیر بعنایة سیدی و سندی و مولائی صلی الله علیه وسلم۔

فقیر کو سوئے حجاز کے مضمون نگار سے انصاف ودیانت کی توقع تو کم ہے کہ جو اپنا دین وایمان رافضیوں کو دے بیٹھے اس سے انصاف کی کیا توقع ہے۔ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ آپ نے حدیث مدینۃ العلم کو بطور بنیاد ذکر کیا کہ باب العلم ہونا آپ ﷺ کا خاصہ ہے اس سے پتہ چلا کہ آپ مطلقاً اعلم الصحابہ ہیں اگر چہ خلفاءِ ثلاثہ ہی کیوں نہ ہوں اور اس بنیاد پر

عمارت تعمیر کی اور رافضیوں اور تفضیلیوں کا نظریہ اپنا کراپنا منہ کالا کیا ہے۔ تو اس محل کی بنیاد تو جڑ ہی سے اکھڑ گئی اور آپکی ساری عمارت دھڑام سے زمین بوس ہو گئی لہٰذا اب مزید مکالہ ملنے کو صفحے کالے نہ کریں سکون آرام سے تشریف رکھیں کیونکہ ضرب حیدری کا جواب دینا آپکے بس کا روگ نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

جناب مدیر سوئے ایران سے گزارش ہے کہ آپ کا دعویٰ اور اسکے اثبات میں جو پانچ حدیثیں آپ نے بطور دلیل دعویٰ ذکر فرمائی ہیں کیا یہ دلیلیں آپکے دعوے کی مثبت ہیں اور ان سے آپ کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دعویٰ تو یہ ہے کہ علم الاسرار کے اعتبار سے باب العلم ہونا یہ حضرت علی ﷺ سے خاص ہے اور یقیناً محل اختلاف بھی یہی ہے۔ مسلمانان اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ یہ آپ کا خاصہ نہیں ہے اور قطعی طور پر یہ اختلاف نہیں کہ حضرت مولا علی ﷺ کثیر العلم ہیں یا نہیں۔ کیونکہ الحمد للہ اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ آپ کو علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے حظِ وافر اور کثیر علم عطا ہوا اور آپ اعلم من بعض الصحابۃ ہیں خاص کر شیخین رضی اللہ عنہما کی نسبت سے آپ اعلم نہیں ہیں۔ مگر اس میں بھی آپ کو اختلاف ہے۔ آپ کا دوسرا دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ مطلقاً تمام صحابہ سے اعلم ہیں خواہ شیخین رضی اللہ عنہما ہی کیوں نہ ہوں۔

آپ کا پہلا دعویٰ خاص ہے (یعنی صرف علم الاسرار کے اعتبار سے باب مدینۃ العلم ہونا) اگر جناب کو علم وفن سے کچھ بھی واقفیت ہوتی اور فن واصول کی ابتدائی کتب سے بھی مس ہوتا تو ہرگز آپ اپنا وقت ضائع نہ کرتے اور نہ ہی تیس مار خان بننے کی کوشش کرتے، کیونکہ یہ سب دلیلیں عام ہیں اور خاص دعویٰ دلیل عام سے ثابت نہیں ہوتا۔ تو فرمائیے کہ دعویٰ ہے علم الاسرار کے اعتبار سے خاصہ کا اور بعض حدیثیں آپ کے کثیر العلم ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ خواہ وہ علم الاسرار ہو یا ظاہر شرع کا علم تو ان حدیثوں کو آپ کے دعوے سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے تو یہ خاصہ ان سے کیسے ثابت ہوگا کیونکہ عام جس طرح خاص میں تحقق پذیر ہوتا ہے اس کے علاوہ بھی اس کا وجود پایا جانا ممکن ہے۔ تو مطلق اعلم ہونے سے علم الاسرار کا خاصہ ہونا کیسے ثابت ہوا؟ حیرانی تو یہ ہے کہ جس مفتی صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کس قسم کے دعوے کے اثبات کے لیے

کون سی دلیل چاہیے۔ وہ بیٹھا ہے ضرب حیدری کا جواب لکھنے۔ یہ یاد رہے کہ:

جنگ کھیڈ نہیں ہوندی زنانیاں دی۔

اسکی مثال یوں سمجھئے کہ آپ دعویٰ کریں کہ کوئی شخص بڑا جری اور بہادر ہے اور دلیل پوچھی جائے تو آپ کہیں کہ وہ بڑا اچھا سوار ہے۔ تو فرمایئے کہ کیا اچھا سوار ہونے سے کسی کا بہادر ہونا ثابت ہو جائے گا۔ یا یوں سمجھئے کہ ایک آدمی دعویٰ کرے کہ زید آیا ہے اسے کہا جائے کہ آپکے پاس کیا دلیل ہے تو وہ کہہ دے کہ کوئی مرد آیا ہے تو کیا زید کا آنا ثابت ہو جائے گا؟ ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا۔ یہ تو تب ثابت ہوتا ہے کہ مرد صرف زید ہی ہوتا۔ جب زید کے علاوہ بھی ہزاروں مرد موجود ہیں تو زید کا آنا اس طرح کی دلیل دینے سے ثابت نہ ہوگا۔ الیس منکم رجل رشید۔

آپ نے حضرت معقل بن یسارؓ کی روایت پیش کی ہے جو اس تحریر میں بھی مذکور ہے اس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لختِ جگر حضرت خاتونِ جنت کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا زوج ان سے اسلام میں مقدم ہے اور علم کے اعتبار سے ان سے اکثر ہے اور حلم و حوصلہ کے اعتبار سے ان سے عظیم ہے۔

تو آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ حدیث عام مخصوص البعض ہے اور اسکی دلیل سرکارﷺ کا حضرت علیؓ کو اسلام میں مقدم فرمانا ہے۔ ایمان سے کہیے کہ کیا حضرت علیؓ ایمان لانے میں مطلقاً سب سے مقدم ہیں۔ یا بعض صحابہ کرام کی نسبت سے مقدم ہیں۔ اگر اقدم فی السلم ہونا بچوں کے اعتبار سے ہے تو پھر اکثر فی العلم ہونا قضا کے اعتبار سے کیوں نہیں ہوسکتا یا اکثر صحابہ کی نسبت سے کیوں نہیں ہوسکتا؟ اسی لیے تو کسی محدث نے ان روایات کو حضرت علیؓ کے اعلم ہونے کی دلیلیں تسلیم نہیں کیا بلکہ آپ کے کثیر العلم ہونے کی دلیلیں قرار دیا ہے۔

اگر آپ غور فرمائیں تو علم الاصول کے اعتبار سے بھی آپ کی یہ دلیلیں آپ کے دعوے کی مثبت نہیں کیونکہ علم اصول میں یہ کلیہ بیان کیا گیا ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر ہوتا ہے اور مقید مع التقیید۔ امرِ مطلق کے وجود و تحقق سے مقید کا متحقق ہونا ضروری نہیں ہوتا۔

تو جناب کا دعویٰ تو یہ ہے کہ مطلق علم آپ کا خاصہ نہیں بلکہ وہ علم جو مقید بالاسرار ہے وہ

حضرت علیؓ کا خاصہ ہے اور جو احادیث جناب نے پیش فرمائی ہیں ان سے مطلق علم ثابت ہوتا ہے اور مطلق کے ثابت ہونے سے مقید کیسے ثابت ہو سکتا ہے؟ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ افسوس تو یہ ہے کہ جس علامہ صاحب کو علم اصول کے ابتدائی قواعد کی تمیز نہیں ہے اور نہ یہ کہ دعوے اور دلیل کا آپس میں کیا ربط اور تعلق ہوتا ہے وہ ضرب حیدری کا جواب لکھنے بیٹھا ہے۔

گر ہمیں مکتب وہمیں ملا　　　　کارِ طفلاں تمام خواہد شد

ترجمہ: اگر یہی مکتب ہے اور یہی ملا ہے تو بچوں کا کام مکمل ہوتا رہے گا۔

طرفہ تماشا تو یہ ہے کہ دعویٰ تو ہے کہ علم الاسرار حضرت کرم اللہ وجہہ الکریم کا خاصہ ہے اور اس کے اثبات کے لیے دلیل لائے کہ انہ اقضاکم کہ سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے متعلق فرمایا کہ بے شک علیؓ تم سب سے بڑے قاضی ہیں کیا علم قضا علم اسرار سے تعلق رکھتا ہے؟ کسی جاہل مجنون اندھے سے پوچھیے کہ علم قضا علم ظاہر ہے یا علم الاسرار سے ہے تو وہ بھی فوراً کہے گا کہ علم ظاہر ہے۔ تو قضا چونکہ فیصلے کی قوت کا نام ہے تو کیا جھگڑنے والے علم الاسرار میں جھگڑا کرتے ہیں؟ ان کا جھگڑا تو معاملات اور حقوق میں ہوتا ہے۔

یقیناً علم قضا کا علم اسرار سے نہ ہونا یہ اجلی بدیہات سے ہے کہ جاہل و مجنون کو بھی معلوم ہے اور جناب اس سے غافل ہیں۔ تو یہ علم الاسرار کی خصوصیت کی دلیل کیسے ہو گیا؟ اس کو علم الاسرار کی دلیل بنانا جہالت اور عدم عقل کا اعتراف کرنا ہے۔ جو آدمی علم سے پیدل اور جاہل ہو وہ علمیت کے زعم میں مبتلا ہو تو یہی تو جہل مرکب ہے تو گویا آپ جہل مرکب کی بیماری میں بھی مبتلا ہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضرت امام احمد رضاؓ نے اسی لیے فرمایا تھا کہ: ''جہالت بھی کیا بد بلا ہے خصوصاً مرکب کہ لا دوا ہے''۔

تو رسالہ سوئے ایران کا مدیر خلیل الرحمٰن صاحب یا وہ پردہ نشیں عقل کی آنکھ پر مکابرے کی پٹی باندھ کر بیٹھا ہے، جاہل و بے عقل اپنا دعویٰ تو دیکھ کہ تم نے دعویٰ کیا باندھا ہے ماشاء اللہ جتنی دلیلیں ذکر فرمائی ہیں ان میں ایک بھی ایسی نہیں جس میں علم الاسرار کی طرف اشارہ بھی ہو۔

☆......☆......☆

سوئے ایران میں خیانتوں کے انبار

اہل انصاف سے گزارش ہے کہ ضربِ حیدری میں اعلمیتِ صدیق اور عدمِ اختصاصِ بابیت دو الگ الگ بحثیں موجود ہیں۔ صفحہ ۱۰۸ سے لے کر صفحہ ۱۰۹ تک اعلمیتِ صدیق چلتی ہے اور اس سے آگے صفحہ نمبر ۱۱۰ سے لے کر صفحہ نمبر ۱۱۷ تک مسلسل عدمِ اختصاص کی بحث چلتی ہے۔ ضربِ حیدری میں جن صحابہ کو اقرأ، اعلم بالحلال والحرام، افرض، صاحب السر لکھا ہے۔ انہیں اعلم ثابت کرنے کے لیے نہیں بلکہ باب العلم ثابت کرنے کے لیے لکھا ہے۔

عدمِ اختصاص کے دلائل کو باقی صحابہ کی اعلمیت کے دلائل سمجھ لینا سوئے ایران کی ایک عمومی غلطی ہے اور ہماری چند سطروں نے اس کے کئی صفحات کا تحقیقی جواب دے دیا ہے۔ صرف اہل علم کے ذوق کے لیے :۔ آپ غور فرمائیں تو خائن صاحب کی اصولی غلطیاں اور خیانتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)۔ قرآن وسنت کا مفہومِ مخالف مراد لینا جو احناف کے نزدیک بالاجماع مردود ہے۔

(۲)۔ شیخ محقق، علامہ سیوطی، ابن حجر مکی، ملا علی قاری، امام بخاری، امام اشعری علیہم الرحمۃ پر برسنے کی بجائے ان کے ناقل پر برسنا۔

(۳)۔ قرآن وسنت کی تعبیر اپنی ذاتی رائے سے کرنا۔ چنانچہ پہلی قسط صفحہ ۴۰ پر لکھتے ہیں کہ ہماری محکم رائے یہ ہے کہ.........اور صفحہ ۶۱ پر لکھا ہے کہ ہماری دانست میں تو باب العلم ہونا الخ اسی ذاتی رائے اور ذاتی دانست نے مودودی، شیخ المنہاج اور خائن کا بیڑا غرق کیا ہے۔

(۴)۔ خلطِ مبحث سے کام لینا اور عدمِ اختصاص کے حیدری دلائل کو اعلمیت پر محمول کرنا۔

(۵)۔ محکم کے مقابلہ پر متشابہ کو لے آنا اور بخاری مسلم کی تردید ابن عساکر سے کرنا۔ یا موضوع احادیث پیش کرنا جو متناً بھی موضوع ہیں اور مفہوماً بھی درست نہیں۔ اصولی طور پر ان پانچ نکات میں سوئے ایران کے سارے پینڈے کا جواب آچکا ہے۔

سوئے ایران سے گزارش ہے کہ سوال گندم جواب چنے کے طور پر بڑکیں ہانکے جانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا آؤ سوادِ اعظم اہل سنت سے بغاوت نہ کرو اور رافضیت کو راضی کرنے سے

بہتر ہے کہ اپنے پروردگار جل جلالہ اور محبوبِ پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرو اور اہل سنت کے تشتت اور افتراق کا باعث نہ بنو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفاءِ اربعہ رضی اللہ عنہم کے مراتب و مقام اور اہل بیتِ اطہار کے جو مراتب و درجات صحابہ کرام اور تابعین تبع تابعین نے قرآن وحدیث سے سمجھ کر متعین فرمائے ان پر عقیدہ رکھو اور اہل سنت کو نئی آگ میں نہ جھونکو۔

استغفر اللہ ربی ...... ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اساتذہ کرام کو اعلیٰ مراتب پر فائز فرمائے کہ جن کی نوازشات وعنایات سے یہ بندہ پراگندہ اس قابل ہوا۔ خصوصاً علامہ زمان شمس العلماء ابوالفتح محمد اللہ بخش صاحب مرحوم ومغفور رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔ اللہ رب العلیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ حقیرانہ دعا ہے کہ وہ کریم میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازے، اسے قبولیتِ عامہ سے نوازے، فقیر کے والدین ماجدین کی مغفرت فرمائے اور فقیر کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین!

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

اور فقیر نے اس عجالہ کا نام "ضربِ ختنین بر منکرِ افضلیتِ شیخین" رکھا ہے۔

آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

احقر العباد محمد فضل رسول سیالوی نزیل سرگودھا

خادم العلم والعلماء دارالعلوم غوثیہ رضویہ اندرون لاری اڈا سرگودھا

☆......☆......☆

سوئے ایران اور ماہنامہ منہاج کی ایک خیانت کا جواب

سوئے ایران میں تین اقساط کے علاوہ ایک مستقل مضمون الگ بھی شائع کیا گیا ہے۔ جس میں ضربِ حیدری کی ایک عبارت کو حسبِ عادت بے جا تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ضربِ حیدری کی عبارت یہ ہے۔

ثالثاً مولا علی ﷺ کے فضائل جو کتب میں مذکور ہیں ان کی کیفیت اور قوت شیخین کے فضائل سے بڑھ کر نہیں ہے۔ مولا علی کے تمام فضائل اور ان کی عظمت مسلم ہے مگر صدیق اکبر ﷺ کو نبی کریم ﷺ کا امامت کے مصلے پر کھڑا کر دینا ان تمام فضائل پر حاوی ہے (ضرب حیدری صفحہ ۱۲۰ طبع اول)۔

ضرب حیدری کی مذکورہ بالا عبارت پر خائن قادری صاحب نے یہ تبصرہ کیا ہے کہ:
ضربِ حیدری میں خصائص مرتضوی کا صاف انکار کر دیا ہے اور یہ کہہ کر مولائے کائنات کے ساتھ بغض کی انتہا کر دی ہے کہ مولائے کائنات کے تمام فضائل پر سیدنا صدیق کو نبی کریم ﷺ کا امامت کے مصلے پر کھڑا کرنا بھاری ہے۔

اس کے بعد خائن صاحب نے مطلع القمرین سے مولا علی کے پندرہ خصائص پیش کر کے اپنی دانست میں ضرب حیدری کا رد کیا ہے۔

جواب:۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ضربِ حیدری کی اسی عبارت کو غور سے پڑھیے۔ لکھا ہے (۱)۔ مولا علی کے فضائل جو کتب میں مذکور ہیں۔ (۲)۔ مولا علی کے تمام فضائل اور ان کی عظمت مسلم۔

پھر اسکے بعد بھی ضربِ حیدری میں کچھ لکھا تھا جسے خائن صاحب از راہِ خیانت ہضم کر گئے۔ ضربِ حیدری کے اگلے الفاظ یہ ہیں: اور خود مولا علی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ نے ہمارا دینی لیڈر بنایا ہم اسے اپنا دنیاوی لیڈر کیوں نہ بنائیں (الصواعق المحرقہ صفحہ ۶۲)۔

بتائیے جناب آپ نے یہ تین باتیں کیوں نظر انداز فرما دیں۔ اور ضربِ حیدری کی تائید خود مولا علی کے فرمان سے ہو رہی ہے اس تائید کو کیوں چھپایا؟ اور ضربِ حیدری کی عبارت ادھوری کیوں نقل کی؟

اب بھی سمجھ نہ آئی ہو تو مزید سنو! نبی معظم ﷺ نے فرمایا: عمر ایک نیکی ہے ابوبکر کی نیکیوں میں سے (مسند ابویعلیٰ حدیث نمبر ۱۶۰۴، مطلع القمرین صفحہ ۲۱)۔

بتاؤ خائن صاحب! کیا نبی معظم ﷺ نے یہ فرما کر عمر کے تمام فضائل کا انکار فرما دیا ہے؟ مزید سنیے! ابوبکر تم لوگوں سے نماز روزے کی وجہ سے آگے نہیں نکلا بلکہ اس راز کی وجہ سے آگے نکلا ہے جو اس کے سینے میں ہے۔ یہ فرمان کسی کا بھی ہو بتاؤ، کیا اس میں نماز روزے کی اور دیگر صحابہ کی معاذ اللہ توہین کی گئی ہے؟

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے ماہیت، کیفیت اور کمیت وغیرہ کا فرق بیان کر کے ثابت کیا ہے کہ کسی ایک اللہ کے پیارے کا عمل اور دوسروں کے اعمال پر بھاری ہوتا ہے اور حضرت نے اس پر مفصل دلائل بیان فرمائے ہیں (ملاحظہ ہو فتاویٰ عزیزی اردو صفحہ ۳۶۵ تا ۳۶۸)۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ لکھتے ہیں: بعض فضیلتیں اس درجہ قبول و رضا میں واقع ہوتی ہیں کہ وہ ایک عند اللہ ہزار پر غالب آتی ہے جس کا ناصیۂ دل آستانۂ شرع پر جبیں سائی سے منور اس پر یہ امر شمس و امس سے اظہر احادیث صحیحہ و نصوصِ معتبرہ سے ثابت (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۲۰)۔

بتاؤ اے رافضی! ضربِ حیدری کی بات اعلیٰ حضرت کے عین مطابق ہے کہ نہیں؟

پھر خائن صاحب نے مطلع القمرین سے مولا علی کے جتنے خصائص نقل کیے ہیں وہ سب کے سب ضربِ حیدری طبع اول کے صفحہ نمبر ۳۶۔۳۷ پر باحوالہ مکمل تخریج کے ساتھ موجود ہیں۔ ہم بھی وہ تمام خصائص ضربِ حیدری سے دوبارہ نقل کر رہے ہیں۔ اگر آنکھیں سلامت ہیں تو غور سے پڑھو:

"کوئی صاحبِ ایمان مولا علی کرم اللہ وجہہ کے خصائص و کمالات کا انکار کیسے کر سکتا ہے جب کہ چشمِ بینا کو احادیث میں تصریحات نظر آ رہی ہیں کہ علی المرتضیٰ ہی ذریتِ رسول ﷺ کے جدِ امجد ہیں۔ سیدۃ النساء علیٰ ابیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کے شوہر ہیں۔ ابن عمِ رسول ہیں

جنہیں محبوب کریم ﷺ نے غزوہ تبوک پر جاتے وقت پیچھے چھوڑا تو فرمایا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ یعنی تم مجھ سے وہی تعلق رکھتے ہو جو ہارون کا موسیٰ سے تھا (بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۶، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸)۔ وہ ہر مومن کے محبوب و ناصر ہیں جنکی شان میں تاکیداً ارشاد ہوا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ یعنی جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے، اے اللہ جو علی کو دوست مانے تو اسے اپنا دوست بنا اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵)۔ وہی فاتح خیبر ہیں جنکے حق میں حبیب کبریا ﷺ نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا اسے دوں گا جو خدا اور رسول کا پیارا ہوگا اور خدا اور رسول اسے پیارے ہوں گے (بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۵، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۹)۔ وہی ساکن درِ دولتِ مصطفیٰ تھے جنہیں سرکار نے مسجد نبوی میں سے جنابت کی حالت میں گزرنے کی اجازت دی (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴)۔ وہ برادرِ مصطفیٰ تھے جو مواخاتِ مدینہ کے موقع پر روتے ہوئے آئے کہ مجھے آپ نے کسی کا بھائی نہیں بنایا تو حضور ﷺ نے فرمایا انت اخی فی الدنیا والاخرۃ یعنی تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۳)۔ بے شمار صحابہ کے بارے میں یہ الفاظ تو موجود ہیں کہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں لیکن یہ اضافی الفاظ صرف مولا علی کے بارے میں فرمائے گئے ہیں کہ لایؤدی عنی الا علی یعنی میری ادائیگی علی کے سواء کوئی نہیں کرسکتا (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۳)۔ یہ وہ باب العلم ہیں جنہیں تمام صحابہ سے بڑا قاضی ہونے کا اعزاز حاصل ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۶)۔ اسی لیے سیدنا فاروق اعظم ؓ ایسی مجلس قضیٰ و علم سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے جس میں علی موجود نہ ہوں (الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۶)۔ وہ عظیم المرتبت ہستی علی المرتضی کی تھی جنہیں حبیب کبریا ﷺ نے حکم دیا کہ میرے کندھوں پر چڑھ کر کعبہ کی چھت پر سے بت گرا دیں۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آ رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کناروں کو چھولوں (السنن الکبریٰ للنسائی جلد ۵ صفحہ ۱۴۲)۔ آپکی نماز کی خاطر سورج کو واپس لوٹایا گیا (الشفاء جلد ا صفحہ ۱۸۵)۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جس میں حضرت علی ؓ بھی تھے رسول اللہ ﷺ ہاتھ مبارک اٹھا کر دعا فرما رہے تھے کہ اللھم لا تمتنی حتی ترینی

علیا اے اللہ مجھے اس وقت تک وفات نہ دینا جب تک علی کو نہ دیکھ لوں (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴)۔
ہجرت کی رات رسول اللہ ﷺ کے بستر پر سوئے (الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۷۶)۔ انہیں کے بارے میں سیدنا عبداللہ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ علی میں اٹھارہ خوبیاں ایسی ہیں کہ ان میں سے صرف ایک بھی انکی آخرت سنوارنے کے لیے کافی تھی۔ جبکہ ان میں سے تیرہ خوبیاں ایسی ہیں جو صرف انہی کے خصائص ہیں اور اس امت میں کسی دوسرے کو یہ اعزاز حاصل نہیں لقد کانت لہ ثلاثۃ عشر منقبۃ لم یکن لاحد من ھذہ الامۃ (طبرانی اوسط جلد ۶ صفحہ ۱۸۱)۔
دوسری طرف بعض لوگ وہ ہیں جو مولا علی کو سیدنا ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق سے بھی افضل مانتے ہیں حالانکہ مولا علی کے خصائص تیرہ ہیں تو صدیق اکبر کے خصائص کی تعداد بیس سے بھی زیادہ ہے'' (ضربِ حیدری صفحہ ۳۶ تا ۳۷)۔

بتاؤ سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مناقب نہایت جامع انداز سے بیان کرنے میں کیا کمی رہ گئی؟ اب اس کے باوجود صاحبِ ضربِ حیدری کے عقیدے میں شک کرنا بد گمانی کی انتہا بلکہ بددیانتی کی انتہا ہے کہ نہیں؟ تم لوگوں کے لیے اصل عذاب یہ ہے کہ تم لوگوں کو اس قوم نے للکارا ہے جو مولا علی کے خصائص کو بھی مانتی ہے اور آپ کو مولائے جمیع مسلمین اور مشکل کشا مانتی ہے اور نعرۂ حیدری لگاتی ہے۔

لطیفہ یہ ہے کہ ماہنامہ منہاج القرآن جون 2010ء میں بھی خائن صاحب کا یہی مضمون بغیر سوچے سمجھے شائع کر دیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ضربِ حیدری نے ایوانِ رافضیت میں زلزلہ برپا کر دیا ہے اور جو فتویٰ پروف تھے اور کسی کی تحریر کو خاطر میں نہیں لاتے تھے اپنے سارے اعتدال، برداشت اور ہم آہنگیوں کے دعوے فراموش کر کے تحقیقی باتوں کے رد میں خیانت بھرے مضامین شائع کرنے اور فتویٰ بازی پر اتر آئے ہیں۔ منہاج کے مضمون نویس میں عقل اتنی ہے کہ مطلع القمرین صفحہ ۳۲ سے جو عبارت انہوں نے نقل کی ہے وہ عبارت اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے خلافت میں ظاہری اور باطنی کی تقسیم کرنے والوں کی تردید میں لکھی ہے اور وہ السیف الجلی کی مکمل تردید کر رہی ہے (ملاحظہ ہو اسی عبارت کا سیاق و سباق)۔ اور یہی عبارت السیف الجلی کی

تردید کی غرض سے ضرب حیدری میں بھی منقول ہے (ملاحظہ ہو ضرب حیدری صفحہ ۴۲ طبع اول)۔

اسی کتاب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اور حضرات کے ذہنِ رسا نے ان سے بھی آگے قدم رکھا اور عقیدۂ اہل سنت کو یوں شرف تلخیص بخشا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما من حیث الخلافۃ افضل ہیں اور حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من حیث الولایۃ اور اس کلام کی شرح انکی زبان سے یوں مترشح ہوتی ہے کہ خلافت حضرت ابوبکر و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہلے پہنچی اور حضرت مرتضوی کرم اللہ وجہہ الکریم کہ سلاسل اہل طریقت جناب ولایت مآب پر منتہی ہوتے ہیں نہ شیخین پر۔ تو اس وجہ سے یہ افضل اور اس وجہ سے وہ۔ **اقول و ربی یغفرلی** یہ ایک کلام ہے کہ عالم اضطرار میں ان حضرات کی زبان سے نکلتا ہے اور تنقیح کیجیے تو خود ان کے اذہان اس کے معنی نامحرر سے خالی ہوتے ہیں۔ اگر مقصود اس سے وہی ہے جو اثنائے گفتگو میں ان کی تقریر سے تراوش کرتا ہے تو محض خبط بے ربط، خلافت انہیں پہلے اور انہیں پیچھے ملنا اولیت من حیث الخلافۃ ہے نہ افضلیت من حیث الخلافۃ۔ یعنی وہ خلافت میں پہلے ہوئے نہ یہ کہ بجہت خلافت افضل ہوئے۔ اسی طرح انتہائے سلاسلِ سلوک کا باعث تفضیل متنازع فیہ ہونا دعویٰ بلا دلیل بلکہ دلیل اس کے خلاف پر ناطق **کما مرمنا فی التبصرۃ الرابعۃ**۔ اور جو یہ مراد ہے کہ شیخین کو امر خلافت میں اچھا سلیقہ تھا اور ملک داری و ملک گیری انہیں خوب آتی ہے تو عزیز من یہ تو کوئی ایسی بات نہ تھی جس پر اس قدر شور وشغب ہوتا، سنی تفضیلی دو مذہب متفرق ہو جاتے۔ اہل سنت ترتیب فضیلت میں انبیاء کے بعد شیخین کو گنتے، ہر جمعہ کو **افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابو بکر الصدیق** خطبوں میں پڑھا جاتا احادیث میں شیخین کو انبیاء و مرسلین کے بعد سردار اولین و آخرین و بہترین اہل آسمان و زمین فرمایا جاتا۔ مولیٰ علی کو اپنی تفضیل سے بایں شدومد انکار ہوتا کہ جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے اسے مفتری کی حد ماروں گا۔ یہ باتیں تو دنیا کے کام ہیں گو دین کے لیے وسیلہ و ذریعہ ہوں اس لیے مولا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں **من رضیہ رسول اللہ ﷺ لدیننا افلا نرضاہ لدنیانا** یعنی نبی کریم ﷺ نے انہیں ہمارے دین یعنی نماز کے لیے پسند فرمایا کیا ہم انہیں اپنی دنیا یعنی خلافت کے لیے پسند نہ کریں۔

پھر اس میں افزونی ہوئی تو کیا اور نہ ہوئی تو کیا؟ اتنی ہی بات پر تنازع تھا تو سنیوں نے ناحق بے چارے تفضیلیوں پر قیامتیں توڑیں اور مولا علی نے اسی کوڑوں کا مستحق ٹھہرایا اور جو اسکے سوا کچھ اور مقصود ہے تو اسکا جواب تنبیہ سابق سے لیجیے (مطلع القمرین صفحہ ۵۵،۵۶)۔

بار بار پڑھ لو، تمہارے شیخ المنہاج خلافت ظاہری اور روحانی کی تقسیم کر رہے ہیں اور اعلیٰ حضرت ایسی تقسیم کو تفضیلی عقیدہ قرار دے رہے ہیں۔ تفضیلی رافضیوں میں اگر اخلاقی جرأت ہے تو یہ مکمل صورتِ حال سوئے حجاز اور ماہنامہ منہاج القرآن میں من وعن شائع کر کے اپنی بددیانتی کا اعتراف کریں۔

منہاجی مضمون نویس نے وزیر آباد میں ایک معروف بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی قل خوانی کے موقع پر کلمہ حق بلند کرنے والے غیرت مند عظیم سنی خطیب کو گلوکار کہا ہے، شاید اس لیے کہ انہوں نے ڈانسروں کو موقع نہیں دیا تھا۔ ارے ظالم باطل کے منہ پر کلمہ حق بول دینا ان کی ہمت ہے اور تمہارا چیخ اٹھنا تمہاری تنگ نظری اور عدم برداشت کا ثبوت ہے۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کا مہینہ سامنے تھا، اس مناسبت سے اگر شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیان ہوئی تو یہ موقع کی عین مناسبت تھی۔ خطیب کو گلوکار کہنے سے پتا چلتا ہے کہ ماہنامہ منہاج کا مزاج شرارتی ہے، اُدھر ان کے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جو شیعہ سنی کو دو کرے اسے دو کر دو (cd)۔ معلوم ہوا کہ جناب شرارت پسند ہی نہیں بلکہ فسادی بھی ہیں۔

جناب کو شکوہ ہے کی مطلع القمرین آج تک نہیں چھپی، اطلاعاً عرض ہے کہ جو نسخہ آپ نے دیکھا ہے اس پر صاحبِ ضربِ حیدری کے ہاتھ کے لگے ہوئے صفحات نمبر ہیں، اور یہ کتاب ہماری کوششوں سے متعدد مقامات سے چھپ رہی ہے جسے پڑھنے کے بعد انشاء اللہ دنیائے اہلِ سنت پر تمہاری رافضیت آشکار ہو جائیگی۔

وما علینا الا البلاغ

وصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وسلم

☆......☆......☆

افضلیتِ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما

(۱)۔ ابوبکر سے افضل شخص سورج نے نہیں دیکھا نبیوں اور رسولوں کے بعد (فضائل الصحابہ: ۱۳۷)۔

(۲)۔ میں اگر کسی کو اپنا تنہائی کا دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا (بخاری: ۳۶۷)۔

(۳)۔ اللہ اور فرشتے ابوبکر کے سوا ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں (مسلم: ۶۱۸۱)۔

(۴)۔ کسی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ ابوبکر کی موجودگی میں کوئی دوسرا نماز پڑھائے (ترمذی: ۳۶۷۳)۔

(۵)۔ ابوبکر اور عمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں (ترمذی: ۳۶۶۶)۔

(۶)۔ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں سے افضل ابوبکر و عمر ہیں (ابن ماجہ: ۱۰۶)۔ یہ حدیث متواتر ہے۔

(۷)۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے مجھے [illegible] سے افضل کہا میں اسے مفتری کی حد کے طور پر [illegible] ماروں گا (فضائل صحابہ: ۳۹)۔

اعلمیتِ صدیق رضی اللہ عنہ

(۱)۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر ہم سب سے زیادہ علم والے تھے (بخاری: ۴۶۶)۔

(۲)۔ اللہ کی قسم لوگوں کو آیت ''وما محمد الا رسول'' کا علم ہی نہیں تھا کہ اللہ نے اسے نازل کیا ہے حتی کہ ابوبکر نے اس کی تلاوت کی (بخاری: ۱۲۴۱)۔

(۳)۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کو قائل کر لیا کہ مرتدین کے خلاف جنگ ضروری ہے (بخاری: ۱۳۹۹)۔

(۴)۔ ابوبکر اس راز کی وجہ سے سب سے آگے نکل گئے ہیں جو ان کے سینے میں سجا دیا گیا تھا (کتاب النوادر ۵۵/۳)۔

(۵)۔ ابوبکر تمام صحابہ سے زیادہ علم والے تھے (امام بخاری، ابو الحسن اشعری، ابن کثیر، امام سیوطی، ابن حجر مکی، بدر الدین عینی، شاہ عبد العزیز، اعلیٰ حضرت امام اہل سنت، علامہ سید محمود احمد رضوی، علامہ غلام رسول سعیدی)۔